◆

جیمسن اور ظفر الملک کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آخر یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ بھلا فرانس کے معاملے میں ان کا محکمہ اس حد تک دلچسپی کیوں لیتا ہے۔

ظفر الجھن میں تھا۔ لیکن جیمسن کی تفریح ہو رہی تھی۔ جزیرہ پونیاری کی فضا میں چکرانے والی شراب کی بو تیرہ گھنٹوں میں اس کے ذہن کے لیے مزید سرمستی کا باعث بن گئی تھی۔ جوزف پونیاری کی کچی شراب میں مگن تھا۔ بار بار کہتا۔ “گھر چھوڑنے کے بعد سے بس یہ ملی ہے۔ میں پھر سے زندہ ہو گیا ہوں۔!”

ظفر نے اسے پچھلی رات والے ہنگامے کے بارے میں بتایا۔

“پہلے بیوی نازل ہوئی تھی اب باپ کی بیوی کا بھائی مسئلہ بن گیا ہے۔” جوزف ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ “باس جانے یا خدا جانے۔ میں تو حکم کا بندہ ہوں مسٹر۔”

“وقت نے اسے ہیرو بنا دیا ہے۔” جیمسن بڑبڑایا۔

“اس کا غلام ہوں۔ پھانسی پر بھی چڑھا دے تو اف نہ کروں گا.... شہزادگی میں تو آرام ہی آرام ہے۔”

اتنے میں اُم بنی آ گئی اور بات جہاں تہاں رہ گئی تھی۔

“کیا عمران ابھی نہیں آیا؟” اس نے والہانہ انداز میں سوال کیا۔

“مینڈک کے ساتھ گئے ہیں! اس لیے سست رفتاری ہی سے واپس آئیں گے۔” جیمسن بولا اور وہ برا سا منہ بنائے جوزف کی طرف متوجہ ہو گئی۔

“آپ کو کوئی تکلیف تو نہیں ہے یور ہائی نس۔”

“بالکل نہیں! میں تو جنت میں ہوں۔ اگر اس جزیرے کا مالک اسے بنکاٹا سے بدلنا چاہے تو مجھے تیار پائے گا۔”

اُم بنی نے ظفر سے کہا۔ “میں تم سے علیحدگی میں کوئی بات کرنا چاہتی ہوں۔”

“ضرور.... ضرور....!” ظفر الملک اٹھتا ہوا بولا۔

وہ دونوں باہر آئے اور چپ چاپ کھڑے رہے۔ اُم بنی ظفر کو خالی خالی نظروں سے دیکھے جا رہی تھی۔

“کیا مجھے پہلے کہیں اور بھی دیکھ چکی ہو....؟” ظفر نے مسکرا کر کہا۔

“نہیں.... ایسی کوئی بات نہیں! میں صرف یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ تم عمران کو کب سے جانتے ہو....؟”

“جب سے تمہیں جانتا ہوں۔ ہم لوگ جب پرنس کے ساتھ بنکاٹا پہنچے تھے تو وہ محل میں موجود نہیں تھا۔”

“مجھے یقین نہیں آتا کہ وہ ٹالابوآ کا پرسنل سیکرٹری ہے۔”

“کیوں یقین نہیں آتا؟”

“اس میں کسی عورت کی ملازمت کرنے کی صلاحیت نہیں ہے۔”

“خدا جانے۔” ظفر نے شانے سکوڑے۔

“میں نے ایک اور بات محسوس کی ہے۔”

“وہ کیا....؟”

“ہربندا اس کی موجودگی میں کچھ سہما سہما سا رہتا ہے۔”

“خیال ہے تمہارا۔” ظفر نے برا مان جانے کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔ “ہمارے پرنس بھلا ایسوں کو کب خاطر میں لاتے ہیں۔ ٹالابوآ کے پرسنل سیکرٹری کی کیا حیثیت ہے۔”

“تم کچھ بھی کہو! میں یقین نہیں کر سکتی۔!”

“تو پھر عمران سے پوچھ لینا۔ مجھے کیوں بور کر رہی ہو۔!”

ٹھیک اسی وقت عمران کی آواز سنائی دی۔ “ہائیں! تم دونوں یہاں کیا کر رہے ہو....؟”

“مجھے افسوس ہے موسیو عمران۔” ظفر نے خشک لہجے میں کہا۔

"کس بات پر جناب؟"

"آپ کی بیوی آپ کو نہیں جانتی۔!"

"فضول باتیں نہ کرو۔" اَم بنی پیر پٹخ کر بولی اور وہاں سے چلی گئی!

"کیا بات تھی؟" عمران نے آہستہ سے پوچھا۔

ظفر نے اَم بنی کے شبہے کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ "اسے آپ کے علاوہ اور کی کسی کی بھی فکر نہیں ہے۔"

"ہوں! لیکن تم دونوں بہت محتاط رہنا۔ صرف تم ہی دونوں پرنس کے ساتھ آئے تھے۔ نسلاً ایرانی ہو۔ پیرس میں لوئیسا سے ملاقات ہوئی تھی اور اس نے ایک اچھی ملازمت کی پیش کش کی تھی۔ اس طرح تم دونوں پرنس ہر بنڈا کے باڈی گارڈز بنے۔ تم نہیں جانتے کہ ہر بنڈا اصلی ہے یا نقلی۔ لوئیسا بنکاٹا میں ہی رہ گئی۔ اور تم دونوں ڈھمپ لوپو کا نامی کسی آدمی سے واقف نہیں۔"

"یہ کون بزرگوار ہیں؟"

"ہوں گے کوئی۔ بس تم یہ نام یاد رکھنا۔ اور یہ ساری باتیں اپنے مور چھل کے ذہن نشین بھی کرادو۔"

"وہ سب کچھ آپ کی مرضی کے مطابق ہی ہو گا۔ لیکن اگر ہم اصل حالات سے آگاہ نہ ہوئے تو ہو سکتا ہے نادانستگی میں ہم سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے۔"

"میں پہلے بھی بتا چکا ہوں، لیکن یہ معاملات میرے ذہن میں بھی منتشر اور غیر مربوط تھے۔ لیکن اب نئے حالات کے تحت کسی قدر واضح ہو گئے ہیں۔ تم لوگوں کا خیال قطعی درست ہے کہ بنکاٹا کی بادشاہت سے ہمیں کیا سروکار ہو سکتا ہے۔ اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ جوزف صرف جوزف ہے۔"

عمران خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگا۔ پھر بولا۔ "چھ ماہ پہلے کی بات ہے کہ بحر الکاہل کے ایک ملک میں عالمی سائنس کانفرنس منعقد ہوئی تھی۔ جس میں یہ طے کیا جانا تھا کہ جوہری توانائی کو آدمی کی بھلائی کے لیے کس طرح بروئے کار لایا جائے۔ ہمارے ملک سے بھی دو بڑے سائنسدان شرکت کے لیے پہنچے تھے۔ کانفرنس کے اختتام پر چند سائنسدانوں نے تاہیتی کے سفر کا پروگرام بنایا۔ ان میں ہمارے سائنسدان بھی شامل تھے۔ پھر اچانک وہ پانچوں تاہیتی سے غائب ہو گئے۔ ان میں فرانس کا بھی ایک چوٹی کا سائنس دان شامل تھا۔ جن ملکوں کا معاملہ تھا ان کی طرف سے چھان بین شروع ہو گئی۔ ہمارے یہاں سے بھی ایک ٹیم گئی تھی۔ ادھر فرانس کو شبہ تھا کہ موکارو میں کوئی غیر معمولی حرکت ہو رہی ہے۔ جس کی بناء پر وہاں غیر ملکیوں کا داخلہ غیر قانونی قرار دے دیا گیا ہے۔ ان جزائر کے بعض پرانے معاہدوں کی رو سے فرانس کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ موکارو کے معاملات میں دخل اندازی کر سکے۔ بہر حال فضا سے چھان بین کی ٹھہری۔ ہوائی جہازوں کے ذریعے دیکھ بھال کا کام شروع ہو گیا۔ اور موکارو کے ایک حصے پر گہری دھند چھائی ہوئی نظر آئی۔ اتنی گہری کہ اس کے نیچے کی کوئی چیز نظر نہیں آتی تھی۔ یہ دھند مستقل طور پر چھائی رہتی ہے۔ اس سے پہلے وہاں اس کا نام و نشان تک نہ تھا۔"

عمران پھر خاموش ہو گیا۔ اَم بنی ان کی طرف آ رہی تھی۔

"وہ تمہیں کہاں لے گیا تھا؟" اس نے قریب پہنچتے ہی عمران سے سوال کیا۔

"اپنی بحری عشرت گاہ میں....!"

"اوہ.... تو وہ پور نیاری کے ساحل پر موجود ہے۔"

"بالکل موجود ہے۔"

"اور ہم یہاں سڑ رہے ہیں۔"

"ہم اسی قابل ہیں۔"

"میں مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں۔"

"تو پھر کہیں اور جا کر روؤ پیٹو۔" عمران نے کہا اور ظفر سے اردو میں بولا۔ "ہاں تو فرانس کی تشویش بڑھ گئی۔ چونکہ ہمارے ملک کے سائنسدان بھی غائب ہوئے تھے اس لیے...."

"بھونکے رہو کتوں کی طرح....!" اَم بنی نے طیش میں آکر کہا اور پھر واپس چلی گئی۔

عمران نے مسکرا کر ظفر کو آنکھ ماری تھی۔

"آپ خود ہی گلے میں ڈھول لٹکاتے ہیں اور پھر جب وہ بجنا شروع ہو جاتا ہے تو بور ہوتے ہیں۔" ظفر بولا۔

"وہم ہے تمہارا.... بور کہاں ہوتا ہوں۔ ہاں! تو میں کہہ رہا تھا کہ ہمارے ملک کے سائنسدان بھی غائب ہوئے تھے لہٰذا پیرس میں متعلقہ محکموں کے سراغرسانوں کی ایک میٹنگ

میں مجھے شرکت کرنے کا اتفاق ہوا۔ تمہیں یاد ہو کہ جوزف بھی میرے ساتھ تھا۔“

”مجھے یاد ہے۔ سلیمان بھی پیرس دیکھنا چاہتا تھا لیکن اس بیچارے کو مایوسی ہوئی تھی اور کئی دن تک جوزف کو گالیاں بھی دیتا رہا تھا۔“

”خدا تمہاری مغفرت کرے۔ ہاں تو وہیں یہ جوزف بنائے فساد بنا تھا۔ یعنی فرانسیسی سراغرساں متفقہ طور پر اسے گمشدہ پرنس ہربنڈا سمجھ بیٹھے۔“

”اوہ....!“

”اس طرح انہوں نے موکارو میں غیر ملکیوں کے داخل ہونے کا پروگرام بنایا۔ جوزف ہو بہو ہربنڈا سے مشابہت رکھتا ہے۔ حد ہو گئی کہ ٹالابو آ نے بھی اسے اپنا شوہر تسلیم کر لیا۔“

”تو فرانس کے بقیہ سراغرساں کہاں گئے؟“

”تاہیتی میں جھگڑا اٹھ کھڑا ہونے کی بناء پر صرف لوئیسا سامنے رہ گئی تھی اور بقیہ بیک گراؤنڈ میں چلے گئے تھے۔“

”اب وہ کہاں ہیں....؟“

”اسی اسٹیمر پر.... لوئیسا کو بھی موکارو میں نہیں داخل ہوتا تھا۔ اس کا ذمہ میں نے لیا تھا۔ البتہ ضرورت پڑنے پر میں ان لوگوں سے رابطہ قائم کر سکوں گا۔“

”تو کیا آپ کا خیال ہے کہ ہمارے سائنسدان موکارو میں ہی ہیں۔“

”اس کا امکان ہے۔“ عمران نے کہا اور مختصراً فراگ کی روداد کہہ سنائی۔

”تب تو قیاس کیا جا سکتا ہے۔“ ظفر سر ہلا کر بولا۔

”اب اسکیم یہ ہے کہ فراگ بظاہر ہماری سربراہی کرے گا اور میں براہ راست فراگ کا ملازم ہوں۔ اسے باس کہوں گا۔“

”جوزف کو بھی سمجھا دیجئے گا۔“

”اسے پہلے ہی بتا چکا ہوں۔“

”کمال ہے.... بڑی سختی سے اپنے ہونٹ بند رکھتا ہے۔“

”اگر کھال اتار دی جائے تب بھی اس کے ہونٹ بند ہی رہیں گے۔ میرے پاس ایک بھی غیر ضروری آدمی نہیں ہے۔ خیر ہاں تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ فراگ آنے والا ہے۔ ایک میٹنگ ہو گی۔“

”اس میں کیا ہو گا؟“

”فراگ تم سے کچھ پوچھ گچھ کرے گا۔“

”ہو سکتا ہے ہمارے جوابات تشفی بخش نہ ہوں۔“

”اس کی فکر نہ کرو۔ کہیں لڑکھڑاؤ گے تو میں سنبھال لوں گا۔“

”ایک بات اور.... اگر فراگ کی لانچ ان لوگوں کی نظروں میں رہی ہو گی تو وہ اب اسے تلاش کرتے پھر رہے ہوں گے۔“

”بہت چالاک آدمی ہے۔ اس نے رات بھر میں نہ صرف اس کا حلیہ تبدیل کرا دیا بلکہ وہ اب نیوزی لینڈ کی ملکیت معلوم ہوتی ہے۔ کھلے سمندر میں بھی فراگ کی لانچ کی حیثیت سے نہیں شناخت ہو سکے گی۔“

”میرا خیال ہے کہ اب آپ وہی راستہ تلاش کریں گے جس سے فراگ لے جایا جانے والا تھا۔“

”یہی مناسب بھی ہو گا۔ اب اس کی ضرورت نہیں کہ ہم شہزادے صاحب کا جلوس نکالیں۔“

”لیکن اگر وہ ساتھ رہا تو ہربنڈا کی حیثیت سے پہچانا جائے گا۔“

”کیا میں اس کا حلیہ تبدیل نہیں کر سکوں گا۔ فراگ کو بتا چکا ہوں کہ پرنس ایک ماہر جنگجو اور میک اپ کے استاد بھی ہیں۔“

”آپ خود کو بالکل الگ تھلک رکھنا چاہتے ہیں۔“

”عربی النسل ہسپانوی ہوں۔“ عمران بائیں آنکھ دبا کر بولا۔

ظفر کچھ کہنے ہی والا تھا کہ عجیب طرح کا شور سنائی دیا۔ عمران چونک کر صدر دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔

”یہ تو فائروں کی آوازیں ہیں۔“ ظفر متحیرانہ لہجے میں بولا۔

”ہیں تو....“ عمران نے کہا اور صدر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

کئی لوگ چیختے ہوئے ان کے قریب سے گزر گئے.... بے تحاشہ دوڑے جا رہے تھے۔

اَم بنی اور جیمسن بھی شاید شور سن کر آئے تھے۔

”ہٹ جاؤ۔ تم لوگ اندر جاؤ۔ میں دیکھوں گی کیا ہو رہا ہے۔“ اَم بنی نے عمران کا شانہ ہلا کر کہا۔

”تم کیا دیکھو گی؟“

”میں کہتی ہوں اندر جاؤ۔“

سامنے سے کچھ لوگ دوڑتے ہوئے گزرے۔ اُم بینی نے ہاتھ اٹھا کر انہیں اپنی طرف متوجہ کیا تھا۔ ان میں سے ایک اس طرف پلٹ آیا۔ اُم بینی نے اس سے کچھ پوچھا اور وہ ہانپ ہانپ کر جواب دیتا رہا پھر اسی طرف دوڑتا چلا گیا' جدھر دوسرے گئے تھے۔

”وہ کہہ رہا تھا۔“ اُم بینی عمران کی طرف مڑ کر بولی۔ ”مشرقی ساحل سے کچھ کشتیاں آ لگی ہیں جن سے جزیرے پر فائرنگ ہو رہی ہے۔“

”نکل چلو۔“ عمران نے ظفر کی طرف دیکھ کر کہا۔

پھر اس نے بڑی تیزی دکھائی۔ جوزف کے سر پر ایک چادر ڈال کر چہرے کے گرد اس طرح لپیٹ دیا کہ صرف آنکھیں کھلی رہیں۔ باہر ایک گاڑی موجود تھی۔ شاید عمران کی واپسی اسی پر ہوئی تھی۔ وہ سب گاڑی میں بیٹھ گئے۔ عمران خود ہی اسے ڈرائیو کر رہا تھا۔

”ہم کہاں جا رہے ہیں؟“ اُم بینی نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

”وہیں جہاں ہمیں ہونا چاہئے تھا۔ یہ چھوٹا سا جزیرہ ہمیں پناہ نہ دے سکے گا۔“

”آخر یہ حملہ آور کون ہو سکتے ہیں؟“

”میرا خیال ہے کہ ہوائی فائرنگ کر کے آبادی کو خوفزدہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس کے بعد تلاشی لیں گے۔“

”اوہو.... تو کیا موکارو والوں کو یہاں ہماری موجودگی کا علم ہو گیا ہو گا؟“

”اس کا علم تو ہو گا ہی کہ کنگ چانگ کی ڈسٹلری ہے۔“

”یہ تو سب ہی جانتے ہیں۔“

”بس تو پھر وہی ممکن ہے جو میں کہہ رہا ہوں۔“

”مجھے اس طرح کی فائرنگ سے خوف معلوم ہوتا ہے۔“

عمران کچھ نہ بولا۔ گاڑی تیزی سے مغربی ساحل کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ پھر وہ اس مقام تم آ پہنچے جہاں فراگ کی لانچ لنگر انداز تھی۔

”تمہارا اندازہ درست معلوم ہوتا ہے۔“ فراگ پر تشویش لہجے میں کہہ رہا تھا۔ ”وہ سنسنی پھیلا کر

تلاشی ہی لینا چاہتے ہیں۔ تم نے عقلمندی سے کام لیا ہے۔ ہمیں فی الحال یہاں سے نکل چلنا چاہئے۔“

”جزیرے والوں کا کیا ہو گا؟“

”اس کی فکر نہ کرو۔ وہ صرف تلاشی لیں گے۔ کسی کو خراش بھی آ گئی تو موکارو کو بھگتنا پڑے گا۔“

”یہ منحوس کالا آدمی مصیبت بن گیا ہے۔“ اُم بینی بڑبڑائی۔

”گدی سے زبان کھینچ لوں گا اگر پرنس کی شان میں گستاخی کی۔“ عمران غرایا۔

”اوہ.... نہیں نہیں.... یہ جھگڑے کا وقت نہیں ہے۔“ فراگ ہاتھ اٹھا کر بولا۔

پھر وہ عرشے پر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد لانچ نے ساحل چھوڑ دیا اب اس کا رخ کھلے سمندر کی طرف تھا۔ فراگ واپس آیا تو پہلے ہی کی طرح ہشاش بشاش نظر آ رہا تھا۔ اس کے ساتھ للّی ہاروے بھی تھی۔ فراگ اس کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھا۔

اُم بینی نے برا سا منہ بنایا۔ شاید فراگ نے اسے محسوس کر لیا تھا ہنس کر بولا۔ ”مجبوری ہے! وہ قبول کرے یا نہ کرے میں تمہیں اس کو بخش چکا ہوں۔“

اشارہ عمران کی طرف تھا۔ جس کے چہرے پر خوفزدگی کے آثار نمایاں ہونے لگے تھے۔ اُم بینی نے دوسری طرف منہ پھیر لیا۔ شاید اس نے للّی کی آنکھ میں تمکنت آمیز چمک دیکھ لی تھی.... لانچ سمندر کا سینہ چیرتی ہوئی آگے بڑھتی رہی۔

◆

موکارو کا واحد سرکاری اخبار ”لافیکتا“ میں کنگ چانگ کی تنظیم کی چیرہ دستیوں کی داستان شائع ہوئی تھی اور عوام کی طرف سے اس پر غم و غصے کا اظہار کیا جا رہا تھا۔

وزیراعظم ساکاوا کے بیان کے مطابق ”پرنس ہربنڈا نے اپنے باپ کے عتاب سے بچنے کے لیے موکارو کا رخ کیا تھا جسے کنگ چانگ کے آدمیوں نے اسٹیمر سمیت اغوا کر لیا۔ اسٹیمر کی تلاش جاری ہے۔ ساکاوا نے خدشہ ظاہر کیا تھا کنگ چانگ ہربنڈا کو کسی بڑی رقم کے عوض شاہ ہربنڈا کے حوالے کر دے گا۔ اس کے علاوہ اس اغوا کا اور کوئی مقصد ہو ہی نہیں سکتا۔“ آگے چل کر ساکاوا نے کہا تھا۔ ”اب وقت آ گیا ہے کہ بحرالکاہل کے اس فتنے کو انتہائی گہرائیوں میں ڈبو دیا جائے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ بحرالکاہل کے بعض جزائر کی حکومتیں بھی کنگ چانگ جیسی گندی تنظیم کی پشت پناہی کرتی ہیں۔ ورنہ اس کا قلع قمع کر دینا کوئی بڑا مشکل کام نہ ہوتا۔ بہرحال

موکارو کی حکومت نے تہیہ کر لیا ہے کہ وہ تنہا ہی اس شیطانی گروہ کو ختم کرنے کی کوشش کرے گی۔ مجھے باوثوق ذرائع سے اطلاع ملی ہے کہ کنگ چانگ کا ایک معروف نائب ڈیڈلی فراگ کسی طرح چوری چھپے موکارو میں داخل ہو گیا ہے۔ لہٰذا عوام پوری طرح ہوشیار رہیں۔ ڈیڈلی فراگ کو مردہ یا زندہ پیش کرنے والا خود کو پچاس ہزار ڈالر کے انعام کا مستحق سمجھے۔ جو فوری طور پر سرکاری خزانے سے ادا کر دیئے جائیں گے۔"

اس خبر کے ساتھ ڈیڈلی فراگ کی تصاویر کے مختلف پوز شائع کیے گئے تھے۔

اس دن کا "لافلتا" موکارو کے عوام میں مفت تقسیم کیا گیا تھا۔

لوگ ڈیڈلی فراگ کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ ہر چند کہ انہیں ساکاوا سے نفرت تھی لیکن پچاس ہزار ڈالر کی پیش کش شیطان کی طرف سے بھی ہو تو اسے ٹھکرایا نہیں جا سکتا اور پھر انہیں شاہی خاندان سے محبت بھی تھی۔ ہربنڈا موکارو ہی کی ایک شہزادی کا فرزند تھا۔ شاہی خاندان سے محبت رکھنا ان کا مذہبی فریضہ تھا۔ "سالانہ مذہبی تقریب پولی ہی تنی" کے موقع پر قوم کے ہر بالغ فرد کو قسم کھانی پڑتی تھی کہ وہ مرتے دم تک شاہی خاندان کا محبّ اور وفادار رہے گا۔

ساکاوا کو پل پل کی خبریں مل رہی تھیں۔ اس وقت وہ اپنے محل کے ساؤنڈ پروف آپریشن روم میں بے چینی سے ٹہل رہا تھا۔ تنہا تھا۔ اس کمرے میں اس کے سوا اور کوئی قدم بھی نہیں رکھ سکتا تھا۔ دفعتاً فون کی گھنٹی بجی اور اس نے ریسیور اٹھا لیا۔

"اوہ...! ہیلو پروفیسر..." اس نے دوسری طرف سے کسی کی آواز سن کر ماؤتھ پیس میں کہا۔

"تم کیا کر رہے ہو؟" دوسری طرف سے غصیلی آواز آئی۔

"کیا میں نے کوئی غلط قدم اٹھایا ہے؟"

"اس قسم کا کوئی بیان دینے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"میں سمجھتا ہوں کہ میں نے غلطی نہیں کی۔ ہربنڈا کے ساتھ کچھ اور لوگ بھی تھے جو فرانس سے اس کے ساتھ آئے ہیں۔"

"اوہ۔ تب تو.... ٹھیک ہے۔"

"لیکن کنگ چانگ کا گروہ بہت طاقتور ہے۔"

"یہ سب تم جانو....!"

"بس جو کچھ بھی میں کرتا ہوں مجھے کرنے دو۔"

"اسے اپنے معاملات میں دخل اندازی مت سمجھو!" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "ہم سکون سے اپنا کام جاری رکھنا چاہتے ہیں۔"

"جاری رکھو!" ساکاوا بولا۔ "اور بقیہ معاملات مجھ پر چھوڑ دو۔ خیال تھا کہ وہ پونیاری میں اترے ہوں گے۔ ہماری کشتیوں نے اس جزیرے پر ریڈ کیا لیکن تھوڑی دیر بعد کنگ چانگ کے بحری قزاق وہاں پہنچ گئے اور ہماری کشتیوں کو پسپا ہونا پڑا....!"

"اچھا تو پھر کیوں نہ ابتدائی تجربہ پونیاری پر ہی کیا جائے۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"ہرگز نہیں....!" ساکاوا سخت لہجے میں بولا۔ "فرنس کے کئی اسٹیمر آس پاس موجود ہیں۔ ان میں دو ایسے بھی ہیں جن پر بحری چھان بین کے آلات بھی نصب ہیں۔"

"خیر.... خیر.... تم جانو۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور سلسلہ منقطع ہونے کی آواز آئی۔

ریسیور رکھتے ہی پھر گھنٹی بجی تھی۔ اس بار اس کا کوئی ماتحت تھا جس نے کوئی اہم اطلاع دی تھی۔ کیوں کہ وہ بڑی جلدی میں ریسیور کریڈل پر رکھ کر کمرے سے باہر نکل آیا تھا۔ اس کے دونوں باڈی گارڈز اس سے چار قدم پیچھے تھے۔

کمپاؤنڈ میں پہنچ کر وہ ایک ایئر کنڈیشنڈ اور ساؤنڈ پروف گاڑی میں جا بیٹھا۔ باڈی گارڈز دائیں بائیں بیٹھ گئے۔ ساکاوا نے آڈیٹری پائپ منہ کے سامنے لا کر کہا۔ "شاہی محل"۔ اور ڈرائیور نے گاڑی موڑ کر اسٹارٹ کر دی۔ باڈی گارڈز بتوں کی طرح ساکت و جامد بیٹھے رہے۔

ساکاوا کو کھلی اجازت تھی کہ جب چاہے شاہی محل میں داخل ہو سکتا تھا حتیٰ کہ شاہ تخلیئے میں بھی اسے طلب کر لیتا تھا۔

بادشاہ سیاہ فام نسل سے تعلق رکھتا تھا۔ عمر ساٹھ کے قریب رہی ہو گی ہر قسم کی شرابیں ہر وقت اس کے گرد موجود رہتی تھیں۔ دائم الخمر قسم کا آدمی تھا....!

ساکاوا اس کے سامنے پہنچ کر خم ہوا۔

"آؤ.... آؤ.... ہمارے.... سس.... سب سے زیادہ وفادار دوست۔" بادشاہ نے جھومتے ہوئے کہا۔

"عزت افزائی کا شکریہ! یور میجسٹی۔"

"کہو.... ہمارا فرزند ہربنڈا.... موکارو پہنچا یا نہیں۔"

"پہنچ گئے ہیں۔ یور میجسٹی۔ انہیں تین دن کے لیے بندرگاہ پر روک لیا گیا ہے اور رعایا جشن منا رہی ہے۔"

"اچھا.... اچھا.... ہم خوش ہوئے۔ یہاں بھی اس کے شایان شان استقبال کی تیاریاں کراؤ۔

وہ ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔“

”غلام جانتا ہے یور میجسٹی۔!“

”اور ہاں۔! تمہارے سائنسدان کیا کر رہے ہیں۔“

”کوشش کر رہے ہیں۔“یور میجسٹی۔“

”ہمیں تشویش ہے.... کتنے دن ہو گئے.... لیکن ابھی تک.... وہ کوشش کر رہے ہیں.... ابھی تک کچھ نہیں کر سکے۔ ہمیں تشویش ہے۔ اگر جنگل پر چھائی ہوئی دھند پورے جزیرے پر مسلط ہو گئی تو کیا ہو گا۔“

”ابھی تک اس دھند کی نوعیت کا صرف ایک ہی پہلو ظاہر ہو سکا ہے۔ یور میجسٹی....!“

”دنیا میں اور بھی بڑے بڑے سائنسدان ہوں گے انہیں بلاؤ۔ کتنے دنوں سے ہم کہہ رہے ہیں۔“

”بہت جلد آپ مطمئن ہو جائیں گے۔ یور میجسٹی۔ ویسے ایک بات گوش گزار کر دوں کہ یہ دھند آپ کو مالا مال کر دے گی۔“

”ہم نہیں سمجھے۔“

”اس سے ایک بالکل ہی نئی قسم کی انرجی حاصل کی جا سکتی ہے جس کا علم ابھی تک بقیہ دنیا کو نہیں ہو سکا۔ میں نے غیر ملکیوں کے داخلے پر پابندی لگا کر غلطی نہیں کی۔“

”تمہارا مطلب ہے کہ وہ دھند کار آمد مادہ ہے۔“

”بہت زیادہ.... بجلی کے لیے ضروری ہے کہ اسے تاروں سے گزار کر کار آمد بنایا جا سکتا ہے.... لیکن یہ انرجی لاسلکی ہے۔“

”تمہاری بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔“

”ہم بہت جلد آپ کے حضور اس کا مظاہرہ کریں گے یور میجسٹی! ویسے آپ مطمئن رہیئے۔ میرے سائنسدانوں نے اس دھند پر اس حد تک قابو پا لیا ہے کہ اسے جنگل ہی کے علاقے تک ہی محدود رکھا جا سکے۔“

”لیکن یہ دھند آئی کہاں سے۔ ڈیڑھ سال پہلے تو نہیں تھی۔“

”دراصل یہی ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا۔ اس پر تحقیق جاری ہے۔“

”ساکاوا....! بس ہم یہی چاہتے ہیں کہ وہ آبادیوں پر بھی مسلط نہ ہونے پائے۔“

”ایسا ہی ہو گا....! یور میجسٹی.... اپنے غلام پر اعتماد کیجئے۔“

”خیر.... خیر.... ہم ہربنڈا سے ملنے کے لیے بے چین ہیں۔“

”دو دن بعد وہ یہاں ہوں گے۔“

”اچھا بس جاؤ.... مجھے یہی معلوم کرنا تھا۔“

◆

ڈیڈلی فراگ کی لانچ کسی نامعلوم منزل کی طرف رواں دواں تھی! عمران کو اس نے بس اتنا ہی بتایا تھا کہ کسی غیر آباد جزیرے میں لنگر انداز کی ٹھہری ہے۔

فراگ بنیادی طور پر ایک زندہ دل انسان ثابت ہوا تھا۔ لیکن رنگ رلیوں میں مبتلا رہنے کے باوجود بھی جاگتے ہوئے ذہن کا مالک تھا۔ ٹرانسمیٹر پر خود ہی اپنے آدمیوں سے رابطہ قائم رکھتا۔ اس وقت بھی اسے شاید کوئی اہم اطلاع ملی تھی اور وہ عمران کے کیبن کے دروازے پر دستک دے رہا تھا۔

”اوہو.... یور آنر....!“ عمران نے دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ ”مجھے طلب کر لیا ہوتا۔“

”چھوڑو تکلف کو.... اندر چلو....!“

وہ کیبن میں داخل ہو کر ایک اسٹول پر بیٹھ گیا۔ لیکن عمران کھڑا رہا۔

”ابھی اطلاع ملی ہے کہ میرے قزاقوں نے ان جنگی کشتیوں کو مار بھگایا جو پونیاری پر حملہ آور ہوئی تھیں!“

”یہ تو بہت اچھی خبر ہے....!“

”لیکن میرے قزاق کشتیوں کا بیڑہ ترتیب دے کر میرے پیچھے نہیں چل سکتے۔“

”میں نہیں سمجھا آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔“

”کنگ چانگ قوت کا مالک ہے۔ لیکن یہ طاقت تسلیم شدہ نہیں ہے۔ بحر الکاہل کی حکومتیں انہیں مجرموں کا ٹولہ سمجھتی ہیں۔“

”ٹھیک ہے! میں سمجھ گیا۔“

”اس لیے میری لانچ کسی وقت بھی گھیری جا سکتی ہے۔ اطلاع ملی ہے کہ وہ اس علاقے میں سفر کرنے والے اسٹیمروں کی تلاشیاں لے رہے ہیں۔ خواہ وہ کسی ملک سے تعلق رکھتے ہوں۔“

”یہ تو بری خبر ہے۔“

”پراہ نہ کرو.... کم از کم وہ اس لانچ پر مجھے نہ پا سکیں گے۔ میں تو صرف ہربنڈا کے لیے پریشان ہوں۔ لانچ پر نیوزی لینڈ کا نشان موجود ہے اور تم سب ان کے لیے اجنبی ہو۔“

”آپ کہاں غائب ہو جائیں گے....؟“

”بس دیکھ لینا.... فی الحال صرف ہربنڈا کے بارے میں سوچو۔“

”پرنس بڑے باکمال آدمی ہیں۔ بنکاٹا سے باہر رہ کر بہت سے فنون میں طاق ہو گئے ہیں۔“

”اچھا تو پھر....؟“

”میک اَپ کے بھی ماہر ہیں۔“

میک اَپ کے نام پر وہ چونک کر عمران کو گھورنے لگا۔

”اس طرح کیوں دیکھ رہے ہیں یور آنر.... میری بات پر یقین کیجئے۔“

”کیا تم نے اس سے ڈھمپ لوپوکا کے بارے میں پوچھا تھا....؟“

”پوچھا تھا۔ ان کے لیے بھی یہ نام نیا ہے۔“

”حلیہ بتایا تھا....؟“

”جی ہاں.... اس حلیے کا کوئی آدمی کبھی ان کے سامنے نہیں آیا۔“

”خیر.... وہ جب بھی ہاتھ لگا زندہ نہیں چھوڑوں گا۔“

”آخر وہ ہے کون؟“

”تم تو کہتے تھے کہ صرف اپنے کام سے کام رکھتے ہو!“ فراگ غرایا۔

”اوہ.... مجھے افسوس ہے جناب! اپنا سوال واپس لیتا ہوں۔“

”کوئی بات نہیں۔ ہاں تو تم یہ کہہ رہے تھے کہ پرنس میک اَپ کا ماہر ہے۔“

”جی ہاں۔ یہ کشتی نیوزی لینڈ کی ہے اور پرنس نہایت آسانی سے ماذری مذہبی پیشوا بن سکیں گے۔“

فراگ کی آنکھوں میں حیرت کے آثار نظر آئے اور وہ مضطربانہ انداز میں بولا۔

”اوہ جوان.... اوہ جوان.... تمہاری معلومات بھی وسیع معلوم ہوتی ہیں۔“

”تو پھر ہمیں جلدی کرنی چاہئے یور آنر۔“ عمران بولا۔

”ضرور.... ضرور.... تم اس سے کہو کہ ماذری مذہبی پیشوا بن جائے اس کے بعد اسے لے کر میرے پاس آجانا۔“

”بہت بہت شکریہ! میں نے ابھی آپ کا کیبن نہیں دیکھا۔“

”اب دیکھ لو گے۔!“ فراگ اٹھتا ہوا بولا۔

اس کے چلے جانے کے بعد عمران جوزف کے کیبن میں پہنچا۔

”بہت اچھا ہوا باس کہ تم آگئے۔“ جوزف دانت نکال کر بولا۔ ”تمہاری بیوی تمہارے خلاف مجھے ورغلاتی رہتی ہے۔“

”اچھا....!“ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ ”کیا کہہ رہی تھی؟“

”یہی کہ! عمران اور فراگ مل کر تمہیں ساکاوا کے ہاتھ فروخت کر دیں گے۔“ جوزف نے کہا اور پھر باچھیں پھاڑ دیں۔

”باس سچ سچ بتاؤ کیا واقعی تم نے اس سے شادی کر لی ہے۔“

”کیوں بکواس کرتا ہے۔ ابھی میری شادی کی عمر ہی کہاں ہوئی ہے۔ اگر بیوی نہ کہتا تو تیری بیوی اسے محل میں نہ ٹکنے دیتی۔“

”اچھا.... اچھا.... تو یہ جھوٹ ہے۔“ جوزف کی باچھیں اور زیادہ کھل گئیں۔

”بس بیوی بازی ختم۔“ عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ ”اب میں تم پر ماذری پریسٹ کا میک اَپ کروں گا۔ میں نے فراگ کو بتایا ہے کہ تم میک اَپ کے ماہر بھی ہو۔“

”جو کچھ دل چاہے بنا دو باس تمہارا کتا ٹھہرا.... ویسے یہ سن کر بے حد خوشی ہوئی کہ شادی والی بات غلط تھی۔“

”اچھا تو کیا تیری وجہ سے زندگی بھر کنوارہ بیٹھا رہوں گا۔“

جوزف کچھ نہ بولا۔ ”بس ایک بار پھر اس کے دانت نکل پڑے تھے۔

اس کے بعد عمران نے اس کا میک اَپ شروع کر دیا۔

”یہ تو مصیبت کا کام ہے باس!“ جوزف کچھ دیر بعد بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

”ہاں شاید پہلی بار تجھ پر یہ بپتا پڑی ہے۔ ماذریز کے بارے میں کچھ جانتا ہے یا نہیں۔“

”نہیں باس.... مجھے بتاؤ۔“

”نیوزی لینڈ کے قدیم باشندے ہیں! جیسے امریکہ کے قدیم باشندے ریڈ انڈین ہیں۔“

”سمجھ گیا۔ تو میں ان کا مذہبی پیشوا ہوں۔ بیوی نے شہزادہ بنایا اور اب یہ ماموں.... خدا اسے غارت کرے۔“

”موکارو کی جنگی کشتیاں، لانچوں اور اسٹیمروں کو گھیر رہی ہیں۔ تیری تلاش جاری ہے۔ اسی لیے تیرا میک اَپ میں ہونا ضروری ہے۔“

”لیکن۔ باس فراگ تو صاف پہچانا جائے گا۔ ویسے یہ اور بات ہے کہ تم اس پر مینڈک ہی کا میک اَپ کر دو....!“

”میک اَپ کے سلسلے میں میرا نام بھی نہ آنے پائے۔ محتاط رہنا۔ میں نے تمہیں میک اَپ کا ماہر بتایا ہے۔“

”اچھا باس.... !لیکن فراگ۔“

”تم ٹھیک کہتے ہو! اپنی گردن کی مخصوص بناوٹ کی بناء پر وہ میک اَپ میں بھی پہچان لیا جائے

گا۔"

"مجھے کیا کرنا ہو گا؟"

"کچھ بھی نہیں! بس یہ دیکھنا کہ وہ تمہیں ہر بنڈا کی حیثیت سے نہ پہچان سکیں۔" میک اپ کے اختتام پر وہ جوزف کو آئینے کے قریب لے گیا۔

"خدا رحم کرے مجھ پر۔" جوزف بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "اب شاید میں بھی خود کو نہ پہچان سکوں۔"

"چلو۔ فراگ کے کیبن میں۔" عمران بولا۔ پھر وہ دونوں دروازے کی طرف بڑھے ہی تھے کہ خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگیں۔

"چلو..... نکلو جلدی۔ پتا نہیں کیوں اس نے اپنے کیبن میں بلایا ہے۔"

فراگ کا کیبن اندر سے مقفل نہیں تھا۔ عمران نے ہینڈل گھما کر دروازے کھولا ہی تھا کہ کسی درندے کی غراہٹ سنائی دی۔

"بب..... باس..... تم پیچھے ہٹو..... " جوزف بولا۔ "میں دیکھوں گا۔"

لیکن عمران دروازہ کھول چکا تھا۔ کیبن کے وسط میں کی بے حد خوفناک قسم کا گوریلا کھڑا اپنا بایاں پہلو کھجا رہا تھا۔

عمران جلدی سے اردو میں بولا۔ "جوزف کے بچے کہیں جھپٹ نہ پڑنا یہ فراگ معلوم ہوتا ہے۔"

پھر گوریلے سے فرانسیسی میں مخاطب ہوا۔ "کمال کر دیا یور آنر..... میں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔"

"پرنس کو یہیں چھوڑ دو۔ تم باہر جاؤ۔" فراگ کی آواز گوریلے کی کھال کے اندر سے آئی۔ "خطرے کی گھنٹی بج رہی ہے۔ شاید انہوں نے لانچ کو گھیر لیا ہے۔"

عمران عرشے پر نکل آیا۔ سچ مچ دو جنگی کشتیوں نے لانچ کو زد پر لے رکھا تھا۔ اور مائیکروفون پر کہا جا رہا تھا۔ "انجن بند کر دو..... ہم تلاشی لیں گے۔"

ادھر لانچ کے لاؤڈ اسپیکر سے ظفر الملک کی آواز آئی۔ "کھلے سمندر میں تم کون ہوتے ہو تلاشی لینے والے۔ اس لانچ کا تعلق نیوزی لینڈ سے ہے۔ تم لوگ آخر ہو کون؟"

جنگی کشتی کے لاؤڈ اسپیکر سے۔ "کنگ چانگ" کا نعرہ بلند ہوا۔

عمران کے ہونٹوں پر طنزیہ سی مسکراہٹ نمودار ہوئی اور وہ انجن روم کی طرف بڑھ گیا لیکن پھر کچھ سوچ کر فراگ کے کیبن کی طرف پلٹ آیا۔

غالباً لانچ کا انجن بند کر دیا گیا تھا۔ عمران دستک دیئے بغیر فراگ کے کیبن میں داخل ہوا۔ وہ بائیں جانب والی دیوار پر لگی ہوئی ٹیلیویژن اسکرین کے قریب کھڑا نظر آیا۔ اسکرین پر نہ صرف وہ دونوں جنگی کشتیاں نظر آ رہی تھیں بلکہ ان سے منتشر ہونے والی آوازیں بھی سنائی دے رہی تھیں۔

"تم نے دیکھا۔" فراگ عمران کی طرف مڑ کر بولا۔ "یہ مردود کنگ چانگ کے نام کے نعرے لگا رہے ہیں۔ اب میں ان کشتیوں کو نہیں چھوڑوں گا۔"

عمران کچھ نہ بولا۔

دفعتاً فراگ نے اپنے سر پر منڈھی ہوئی کھال کھینچ کر پشت پر ڈال لی اور غضبناک ہو کر بولا۔ "یہ لوگ اسی طرح کنگ چانگ کا نام لے کر جہاز رانوں اور مسافروں کو خوفزدہ کر رہے ہوں گے۔ اس لیے میں نے اب مہم کا رخ بدل دینے کا فیصلہ کیا ہے۔"

"میں نہیں سمجھا یور آنر۔" عمران آہستہ سے بولا۔

"میں ایسی کشتیوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر غرق کر دوں گا۔"

عمران نے طویل سانس لی اور گردن سہلانے لگا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر فراگ ان جھمیلوں میں پڑ گیا تو اصل معاملہ کھٹائی میں پڑ جائے گا۔ لیکن فوری طور پر اس سے متفق ہو جانے کے علاوہ کوئی چارہ بھی نہیں تھا۔ فراگ نے انٹر کام کے قریب جا کر کسی کو حکم دیا۔ "ان کشتیوں کو تارپیڈو کر دو۔"

"تت..... تارپیڈو....." عمران ہکلایا۔

"تم کیا سمجھتے ہو۔ یہ کشتی میری ہے۔ کنگ چانگ کے نائب کی۔" فراگ فخریہ انداز میں بولا۔

عمران کی نظر ٹیلیویژن اسکرین پر تھی۔ جنگی کشتیاں فراگ کی لانچ کو زد پر لیے آہستہ آہستہ قریب ہوتی جا رہی تھیں۔ اچانک یکے بعد دیگرے دو جھٹکے لگے اور کشتیاں اچھل اچھل کر الٹ گئیں۔ پھر ڈوبنے والوں کا شور بلند ہوا۔ فراگ کا بھیانک قہقہہ کیبن میں گونج رہا تھا۔

"اب مچھلیوں کا شکار ہو گا۔" فراگ میز پر پڑی ہوئی رائفل اٹھا کر بولا۔ اور تیزی سے باہر نکل گیا۔

عمران نے ٹی وی اسکرین پر سے نظر ہٹالی۔

"یہ..... یہ..... تو ظلم ہے باس۔" جوزف بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "اب شاید وہ ڈوبنے والوں پر گولیاں چلائے گا۔"

"اس طرف مت دیکھو!" عمران نے سرد لہجے میں کہا۔ "اگر دنیا کا یہ حصہ بھی میرا دیکھا بھالا

ہوتا تو میں بھی اسے برداشت نہ کر سکتا۔ مجبوری ہے۔"

لانچ کا انجن دوبارہ چل پڑا تھا۔ تین یا چار منٹ بعد فراگ کیبن میں داخل ہوا۔ اس نے گوریلے کی کھال جسم سے الگ کر دی تھی۔

"حکمت عملی اور مصلحت کوشی پر لعنت بھیجو!" وہ چنگھاڑتی ہوئی اسی آواز میں بولا۔ "یہ کنگ چانگ کا نام لے کر غیر متعلق لوگوں کو بھی ہمارا دشمن بنانا چاہتے ہیں۔ میں دیکھوں گا ان حرامزادوں کو.... موکارو کی اینٹ سے اینٹ بجادوں گا۔"

"لیکن یہ کیسا تارپیڈو تھا یور آنر۔ کشتیاں گیند کی طرح اچھل گئیں تھیں۔" عمران بولا۔

"اگر ایک ساتھ پانچ تارپیڈو چلائے جائیں تو بڑے سے بڑے جہاز کو بھی الٹ سکتے ہیں۔" فراگ نے اکڑ کر کہا اور اسے ثابت کرنا ناممکن ہے کہ وہ حادثہ کس قسم کے حملے کی بناء پر رونما ہوا ہوگا۔"

میں نہیں سمجھا...."

"ٹھوس ربڑ کے تارپیڈو ہیں اور ان کے سرے پر لچکیلے ربڑ سے بنائے گئے ہیں جہاز میں شگاف نہیں ڈالتے۔"

"کمال ہے:... نہ دیدہ نہ شنیدہ۔"

"ہم انہیں اسٹرائیکر کہتے ہیں۔"

"میری معلومات میں زبردست اضافہ ہو رہا ہے۔" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

فراگ نے ہنس کر کہا۔ "کنگ چانگ کی بادشاہت یو۔ این۔ او سے تسلیم شدہ نہیں ہے اس لیے ہمارے حربے اپنی تباہ کاری کا ثبوت نہیں چھوڑتے۔ یہ دونوں کشتیاں کسی بحری جانور نے الٹ دی ہوں گی۔ کیا سمجھے! اس وقت میں نے تین منٹ میں پندرہ شکار کیے ہیں۔ میرا نشانہ بھی بہت اچھا ہے۔ اب میں عیش کروں گا۔ تم اَم بنی کے پاس جاؤ۔ اور پرنس مجھے افسوس ہے کہ تمہارے لیے کسی لڑکی کا انتظام نہیں کر سکتا۔"

جوزف کو اس نے انگریزی میں مخاطب کیا تھا۔

"تمہاری شراب مجھے پسند ہے مسٹر فراگ۔" جوزف مسکرایا۔

"شکریہ یور ہائی نس.... آپ چاہیں تو شراب کے حوض میں غسل فرما سکتے ہیں۔"

"شکریہ.... شکریہ۔!" کہتا ہوا جوزف دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

عمران بھی باہر نکل آیا۔ اس کے چہرے پر گہری تشویش کے آثار تھے۔ لانچ حادثے کی جگہ سے بہت دور نکل آئی تھی اور فضا پر پھر پہلے ہی کا سا سکون طاری تھا جیسے تھوڑی دیر پہلے کچھ ہوا

ہی نہ ہو۔ ظفر اور جیمسن عرشے ہی پر موجود تھے۔ وہ عمران کو دیکھ کر اس کی طرف بڑھے۔

"آپ کہاں تھے؟" ظفر نے مضطربانہ انداز میں پوچھا۔

"فراگ کے کیبن میں۔"

"آپ نے شاید اس کی درندگی نہیں دیکھی۔"

"کیا مطلب؟" عمران کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

"اس نے ڈوبتے ہوئے آدمیوں پر فائر کیے تھے۔ ان میں سے شاید ہی کوئی بچ سکا ہو۔"

"تو پھر....؟"

"مجھے حیرت ہے کہ آپ اس پر احتجاج کرنے کے حق میں نہیں معلوم ہوتے۔"

"اپنے کام سے کام رکھو۔ ہم یہاں احتجاج کرنے نہیں آئے ہیں۔"

"میں تو احتجاج کرتا ہوں۔" جیمسن بول پڑا۔ "ڈوبتے ہوئے آدمی ہمارے رحم و کرم پر تھے۔ انہیں قیدی بھی بنایا جا سکتا تھا۔"

"بکواس مت کرو۔" عمران کا لہجہ بدستور سرد رہا۔ "ہم نے جس مقصد کے حصول کے لیے سفر اختیار کیا ہے اس کے علاوہ ہمیں اور کچھ نہیں سوچنا۔"

"ہم آدمی بھی ہیں جناب...."

"آدمی کے بچے اگر تم اپنے ملک کے ایئر فورس سے متعلق ہوتے اور تمہیں کسی شہر پر بمباری کرنے کا حکم دیا جاتا تو تم مہاتما بدھ کے اقوال دہرانا شروع کر دیتے... جاؤ اپنے کیبن میں.... فوجیوں کے ساتھ تم سینکڑوں پرامن شہریوں کو بھی موت کی گود میں سلا آتے۔"

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔" ظفر طویل سانس لے کر بولا۔ پھر جیمسن کے شانے پر ہاتھ مار کر بولا۔ "کیبن میں جاؤ۔"

ادھر عمران نے خود اس سے کہا۔ "تم میرے ساتھ آؤ۔"

◆

ساکاوا غضبناک نظر آ رہا تھا۔ اور اس کے دونوں سیکرٹری تھر تھر کانپ رہے تھے۔

"بولو.... جواب دو۔ کیا وجہ ہے کہ وہ ہوش کی باتیں کر رہا ہے۔" ساکاوا ایک بار پھر دہاڑا۔

یقین کیجئے یور آنر ہر وقت شراب اور عورت ان کے پاس موجود رہتی ہے۔" ایک سیکرٹری نے بھرائی ہوئی آواز میں جواب دیا۔ "آج بھی دو نہایت شوخ و شنگ لڑکیاں محل میں بھجوائی گئی ہیں۔"

"شراب....!" ساکاوا نے زہریلے لہجے میں کہا۔ کہاں سے آتی ہیں یہ بوتلیں۔"

"امپورٹڈ ہیں یور آنر۔ اعلیٰ قسم کی شرابیں...."

"جن میں پچھتر فیصد پانی ہوتا ہے۔"

"ناممکن یور آنر۔"

"بکواس بند کرو۔ پانچ سربمہر بوتلوں کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ کون ملاتا ہے ان میں پانی....؟"

"ہم نہیں جانتے.... اگر ایسا ہے تو یہ کارروائی محل ہی میں ہوتی ہو گی۔"

"کیا تم حرامخوروں کو آنکھیں بند رکھنے کے لیے اتنی بڑی بڑی تنخواہیں دی جارہی ہیں۔!"

"ہم اپنی غفلت کی معافی چاہتے ہیں یور آنر.... اب ہم دیکھیں گے۔"

"اب کیا دیکھو گے؟" اس نے زہریلے لہجے میں کہا۔ "دفع ہو جاؤ....!"

وہ اٹھ کر تعظیماً جھکے اور باہر نکل گئے۔ ساکاوا کسی گہری سوچ میں تھا کچھ دیر بعد وہ بھی اٹھا اور دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے گھڑی پر نظر ڈالی۔ رات کے دس بجے تھے۔

کچھ دیر پہلے شاہی محل سے اس کی طلبی ہوئی تھی اور حکم لانے والے نے بتایا تھا کہ بادشاہ غضبناک ہو رہا ہے۔

ساکاوا شاہی محل کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس کے دونوں باڈی گارڈ بھی ساتھ تھے۔ بادشاہ سچ مچ بہت غصے میں تھا۔ ساکاوا کو دیکھتے ہی دھاڑا۔

"کیا تیری شامت آئی ہے؟"

"آپ مجھے ہر حال میں وفادار اور جان نثار پائیں گے یور میجسٹی....!"

"چپ رہ سازشی کتے۔"

"میں ثابت کر دوں گا کہ میں نے جو کچھ کیا ہے محض آپ کو الجھنوں سے بچانے کے لیے کی ایک کوشش تھی۔" ساکاوا نے پرسکون لہجے میں کہا۔

"تو جھوٹا ہے.... یہ دیکھ.... اخبار دیکھ اور اپنی وہ غلط بیانی یاد کر جو تو نے صبح کی تھی۔"

"میں آپ کو الجھن میں نہیں ڈالنا چاہتا تھا یور میجسٹی۔ اگر میری نیت میں فتور ہوتا تو اخبار کو بیان کیوں دیتا۔ ویسے اس پر یقین رکھیے کہ آپ کا یہ غلام پرنس ہربنڈا کو شاہ بنکانا کے ہاتھ نہیں لگنے دے گا اور کنگ چانگ تنظیم تباہ کر دی جائے گی۔"

"ہمیں صحیح حالات سے باخبر رکھا کر۔" بادشاہ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اگر آپ فرماتے ہیں تو ایسا ہی ہو گا.... یور میجسٹی۔"

"بس دفع ہو جاؤ.... ہماری رات تو غارت ہوئی۔"

ساکاوا خوفزدگی کا اظہار کرتا ہوا وہاں سے رخصت ہو گیا تھا۔ اب وہ محل کے اس حصے کی طرف جا رہا تھا' جہاں اس کے دفاتر تھے۔

"میجر لاگوبو کو بھیج دو۔" اس نے ایک کمرے میں داخل ہوتے ہوئے اپنے باڈی گارڈ سے کہا۔ ان میں سے ایک چلا گیا اور دوسرا دروازے پر ٹھہرا رہا۔

ساکاوا کی آنکھوں میں گہری تشویش کے آثار تھے۔ اس نے ایک بیورو سے بوتل اور گلاس نکالے اور انہیں سامنے رکھ کر بیٹھ گیا۔ چند لمحے خالی خالی نظروں سے خلاء میں گھورتا رہا پھر بوتل سے گلاس میں تھوڑی سی شراب انڈیلی اور ایک ہی گھونٹ میں پی گیا۔

باہر سے قدموں کی چاپ سنائی دی تھی اور ساکاوا کے چہرے پر خشونت آمیز سنجیدگی طاری ہو گئی۔

شاہی محافظ دستے کے سربراہ میجر لاگوبو نے کمرے میں داخل ہو کر سلیوٹ کیا۔

ساکاوا نے اسے قہر آلود نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "کیا تم سب اندھے ہو۔"

"میں نہیں سمجھا یور آنر....!"

"آج کا اخبار ہز میجسٹی تک کیسے پہنچا؟"

"اخبار....؟ میں نہیں جانتا یور آنر...."

"یہ تو جانتے ہو کہ وہ اعصابی مریض ہیں۔"

"مجھے علم ہے یور آنر.... لیکن اخبار....!"

"ان سے چھپایا گیا تھا کہ پرنس ہربنڈا پر کیا گزری۔"

"ہو سکتا ہے ہز میجسٹی نے خود ہی اخبار طلب کیا ہو۔"

"ناممکن.... انہیں اخبار سے نفرت ہے۔ کیا میرے اس عہدے پر فائز ہونے سے پہلے بھی یہاں کوئی اخبار پایا جاتا تھا۔"

"نہیں یور آنر۔"

”میں نے بڑی التجاؤں کے بعد ایک اخبار نکالنے کی اجازت لی تھی۔“

”مجھے اس کا علم ہے یور آنر۔“

”اس کالی بھیڑ کا پتا لگاؤ جو بادشاہ کی دشمنی پر کمر بستہ ہے۔“

”میں انتہائی کوشش کروں گا۔ یور آنر۔“ میجر لاگوبو کچھ سوچتا ہوا بولا۔ پھر یک بیک کہنے لگا۔ ”وہ.... وہ.... جس شخص کی تحویل میں شراب رہتی ہے.... صبح سے غائب ہے۔“

”پالی موگا۔“

”شاید یہی نام ہے....!“

”اوہ.... اوہ....“ ساکاوا مضطربانہ انداز میں اٹھ کھڑا ہوا۔ میجر لاگوبو نے پھر حیرت سے پلکیں جھپکائیں۔

”وہ.... دشمن ہے.... بادشاہ کا دشمن ہے.... شراب میں پچھتر فیصد پانی کی آمیزش بھی کرتا رہا ہے۔ اسے تلاش کرو.... زندہ یا مردہ۔ گرفتار کرنے والے کو پانچ ہزار ڈالر انعام دیئے جائیں گے۔“

”او۔ کے.... یور آنر....“ میجر لاگوبو نے ایڑیاں بجائیں اور کمرے سے چلا گیا۔ ساکاوا کی مٹھیاں سختی سے بھنچی ہوئی تھیں۔ اس نے فون پر کسی کے نمبر ڈائیل کئے اور پولی موگا سے متعلق احکامات جاری کرنے لگا۔

غصے نے اس کی شکل بگاڑ دی تھی۔ فون کا ریسیور رکھ کر ہانپنے لگا۔ پھر شراب کی طرف توجہ مبذول ہوئی اور اس بار اس نے گلاس لبریز کر لیا تھا۔

کچھ دیر بعد اس کے باڈی گارڈ نے پولیس چیف کی آمد کی اطلاع دی۔

”بھیج دو....!“ ساکاوا غرایا۔

”پولیس چیف نے ملزم کے موکارو نے فرار ہو جانے کی اطلاع دیتے ہوئے کہا۔ ”وہ اپنا شناخت نامہ دکھا کر ایک سرکاری کشتی ہاربر سے لے گیا ہے۔“

”اوہ....!“

”ہم پوری کوشش کر رہے ہیں یور آنر۔ گشتی لانچوں کو اطلاع دے دی گئی ہے۔“

”کب....؟“

”دس منٹ پہلے کی بات ہے۔“

”اور وہ لانچ کب لے گیا؟“

”سہ پہر کی بات ہے۔“

”دونوں ہی حماقتوں کی باتیں ہیں۔“ ساکاوا میز پر ہاتھ مار کر دہاڑا۔

”پولیس چیف خاموش رہا۔“

”دفع ہو جاؤ.... تم سب سے سمجھوں گا۔“

وہ چپ چاپ چلا گیا.... ساکاوا نے غصے میں میز الٹ دی اور خود بھی باہر چلا گیا۔

◆

عمران اور اَم بنی بڑی دیر تک اس بحث میں الجھے رہے تھے کہ فراگ کا موجودہ رویہ مناسب ہے یا نامناسب.... فراگ نے فیصلہ صادر کر دیا تھا کہ وہ فی الحال ہر بنڈا والی مہم ترک کر کے صرف ان لوگوں کو تباہ کرتا پھرے گا.... جو جنگ چانگ کے نام پر دوسرے ممالک کے جہاز رانوں کو پریشان کر رہے ہیں۔ اَم بنی کا کہنا تھا کہ وہ کنگ چانگ کے پریسٹیج کا مسئلہ ہے پہلے اس کو حل کرنا چاہئے اور عمران کا مسئلہ تو پرنس ہر بنڈا کے علاوہ اور کچھ تھا ہی نہیں۔

آخر کار وہ دونوں فراگ کے کیبن کی طرف چل پڑے۔

کیبن کے دروزے پر دستک دی گئی۔ اور اندر سے آواز آئی۔ ”آ جاؤ“ صرف عمران کو اجازت تھی کہ وہ ناوقت بھی فراگ سے مل سکتا ہے۔ اس نے ہینڈل گھما کر دروازہ کھولا اور پھر واپسی کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ فراگ نے کہا۔ ”آؤ.... آؤ....“ وہ لنگوٹی لگائے فرش پر اوندھا پڑا تھا اور للی ہاروے اس کے جسم پر تیل کی مالش کر رہی تھی۔

”پھر سہی....“ عمران جلدی سے بولا۔

”پرواہ مت کرو.... تمہارے ساتھ اور کون ہے؟“

”اَم بنی....!“

”اوہ.... تو پھر تم بھی اسی پوزیشن میں آ جاؤ۔ اَم بنی مالش کرے گی اور ہم دونوں باتیں کریں گے....!“

”پلیز.... یور آنر....“

”کیا مطلب....؟“

”میرے جذبات و احساس کا کچھ تو خیال رکھا کیجئے۔ میں کسی عورت کو اپنے جسم میں ہاتھ لگانے کی اجازت نہیں دے سکتا۔“

فراگ قہقہہ لگا کر اس طرح اٹھا کہ للّی ہاروے جھٹکے کے ساتھ دور جا پڑی۔ فراگ نے اس کی طرف توجہ تک نہیں دی تھی۔ بس عمران کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا ہنستا رہا۔ اُم بنی جھنجھلاہٹ میں اپنا ہونٹ چبائے ڈال رہی تھی۔

دفعتاً فراگ قہقہہ روک کر غرایا۔ ”تو پھر اسے اپنے ساتھ کیوں لیے پھرتے ہو؟“

”بحث ہو گئی تھی۔ فیصلے کے لیے آئے ہیں۔“

”کیسی بحث؟“

عمران نے اُم بنی کی طرف دیکھا۔ لیکن وہ کچھ نہ بولی۔ ادھر للّی ہاروے دیوار سے لگی کھڑی اپنا سر سہلا رہی تھی۔

”بولو.... کیسی بحث....“ فراگ پھر غرایا اور للّی ہاروے کو مالش جاری رکھنے کا اشارہ کر کے پھر فرش پر لیٹ گیا۔

للّی ہاروے ان دونوں کو غصیلی نظروں سے دیکھتی ہوئی فراگ کے قریب جا بیٹھی۔

”بحث یہ تھی یور آنر کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے۔“ عمران بولا۔

”وہی جو میں کر رہا ہوں۔“ فراگ نے جواب دیا۔

”مالش کی بات نہیں تھی۔ دراصل قصہ پرنس ہر بنڈا کا تھا۔ یہ کہتی ہے کہ فی الحال ان لوگوں سے نپٹنا چاہئے جو کنگ چانگ کو بدنام کر رہے ہیں اور میں کہتا ہوں کہ پہلے پرنس کا مسئلہ....“

”وہ ٹھیک کہتی ہے۔“

”اچھی بات ہے تو اب مجھے اور پرنس کو خودکشی کی اجازت دیجئے۔ ہم دونوں سمندر میں چھلانگ لگا دیں گے۔“

”کیا بات ہوئی؟“

”میری بھی عزت کا معاملہ ہے یور آنر۔ میں نے پرنسز سے وعدہ کیا تھا کہ پرنس کو موکارو

پہنچاؤں گا۔“

”کنگ چانگ پرنسز ٹالابو آیا تم سے کہیں زیادہ ذی عزت ہے۔“

”ہو گا۔“ عمران نے لاپرواہی سے کہا۔

”کیا مطلب؟“ فراگ اٹھ بیٹھا لیکن اس بار للّی ہاروے غافل نہیں تھی اچھل کر پیچھے ہٹ گئی۔

”کوئی مطلب نہیں۔“ عمران نے احمقانہ انداز میں جواب دیا۔

”جاؤ....! اپنے کیبن میں جاؤ۔“ فراگ ہاتھ ہلا کر بولا۔

”چلا جاؤں گا۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ آپ کا ہر فیصلہ آپ ہی کے معیار کے مطابق ہو۔“

”کیا کہنا چاہتے ہوں۔“ وہ اسے گھورتا ہوا بولا۔

”آپ کے شایانِ شان نہیں ہے کہ چھوٹے آدمیوں پر ہاتھ اٹھاتے پھریں۔ یہ بیچارے تو وہی کر رہے ہیں جس کے لئے انہیں حکم ملا ہے۔“

”اچھا تو پھر....“

”آپ کا شکار تو ساکاوا ہونا چاہئے۔ جلد از جلد ثابت کرنے کی کوشش کیجئے کہ آپ کے مقابلے میں وہ چوٹا جاپانی کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔“

فراگ کچھ نہ بولا۔ خاموشی سے عمران کے چہرے پر نظر جمائے رہا پھر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ ”تم بہادر ہی نہیں دانشمند بھی ہو۔ ٹھیک ہے کمتر آدمیوں پر ہاتھ اٹھانے سے فائدہ؟“

”آپ میری بڑی عزت افزائی فرماتے ہیں۔ یور آنر۔“ عمران نے شرما جانے کی اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

فراگ اٹھ کر انٹر کام کے قریب آیا اور کیپٹن کو آوازیں دینے لگا۔

”یس یور آنر....“ دوسری طرف سے آواز آئی۔

”لانچ کا رخ بیلو پیکو کی طرف موڑ دو۔“

”یس یور آنر۔“

فراگ مڑ کر اُم بنی اور للّی ہاروے سے بولا۔ ”تم دونوں جاؤ۔“

وہ اس طرح کیبن سے نکلی تھیں جیسے دیر سے اس کی منتظر رہی ہوں۔ فراگ عمران کے

قریب آ کھڑا ہوا۔ اور اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر نرم لہجے میں بولا۔ ”تم میرے لیے بیحد ضروری بن کر رہے گئے ہو۔“

”شکریہ یور آنر۔“

”بیلو پیکو.... چھوٹے غیر آباد جزائر کا مجموعہ ہے۔ ان میں سے ایک جزیرے کو ہم اپنا ہیڈ کوارٹر بنا سکتے ہیں۔ وہاں سے موکارو کا وہ ساحل زیادہ دور نہیں جس کے قریب انہوں نے مجھ پر ہاتھ ڈالا تھا۔“

”ٹھیک ہے۔ ایسی ہی کوئی جگہ مناسب رہے گی۔“

”جس جزیرے کا میں نے انتخاب کیا ہے وہاں ہماری مہم کے لیے خاصی آسانیاں پیدا ہو سکیں گی۔“

”آپ سچ مچ بادشاہ بننے کے لائق ہیں۔“ عمران نے مکھن رسید کیا اور فراگ کے دانت نکل پڑے۔ عمران کہتا رہا۔ ”آپ کی قوت فیصلہ نے مجھے بے حد مرعوب کیا ہے یور آنر۔“

”اور تم جیسا مشیر بھی شاید ہی کسی کو نصیب ہوا ہو۔“

لانچ کے رخ میں تبدیلی کی گئی تھی اور رفتار بھی اب پہلے کی نسبت تیز تھی۔ فراگ نے گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ ”شاید ایک گھنٹہ بعد ہم منزل مقصور پر ہوں گے۔“

رات کے گیارہ بجے تھے! پورا چاند ابر کے ٹکڑوں میں آہستہ آہستہ رینگ رہا تھا۔ کبھی دھند سی چھا جاتی اور کبھی سمندر کی سطح پر دفعتاً جھمک اٹھتی۔

عمران اپنے کیبن میں واپس آیا۔ یہاں اَم بنی موجود تھی۔ حالانکہ اسے للّی ہاروے کے کیبن میں ہونا چاہئے تھا۔ ان کے درمیان یہی سمجھوتہ ہوا تھا۔

”ارے تم ابھی سوئی نہیں۔“ عمران نے پوچھا ہی تھا کہ وہ دانت پیس کر بولی۔ ”تیل مالش کروں گی.... باس نے مشورہ دیا تھا۔“

”مم.... کک.... کیا مطلب....“ عمران سچ مچ بدحواس ہو گیا۔

”تیل مالش.... کپڑے اتار دو۔“

”میں تم سے ایسی گھٹیا خدمت نہیں لے سکتا۔“

”باس کا حکم۔“

”حکم نہیں مشورہ.... جسے نظر انداز بھی کیا جا سکتا ہے۔“

”میں نہیں کرتی نظر انداز۔“

”مم.... میں بیہوش ہو جاؤں گا۔“

”میں تمہیں پھر ہوش میں لاؤں گی اور مالش جاری رہے گی۔“

”تو پھر جانتی ہو کیا ہو گا۔ تم مالش ہی کرتی رہ جاؤ گی اور تم دونوں کے کفن تیار ہو جائیں گے۔ میں صرف آدھے گھنٹے کی مہلت لے کر اس مسئلے پر غور و فکر کرنے آیا ہوں۔“

”میں نہیں سمجھی تم کیا کہنا چاہتے ہو۔“

”اس مہم میں عورتوں کی موجودگی اسے کھل رہی ہے۔“

”تو پھر....؟“

”کہہ رہا تھا کہ دونوں کا گلا گھونٹ کر سمندر میں پھینک دیا جائے۔“

”نہیں۔“ اَم بنی کے لہجے میں خوف تھا۔

”یقین کرو.... میں اس سے کہہ کر آیا ہوں کہ میں کوئی دوسری تدبیر کروں گا۔ اتنی عمدہ لڑکیوں کو اس طرح ضائع نہ کیا جائے۔“

”تم اسے مذاق نہ سمجھو.... وہ کر گذرے گا۔“ اَم بنی روہانسی ہو کر بولی۔

”مجھے بھی یقین ہے! وہ اسی طرح آدمیوں کو مار ڈالتا ہے جیسے جسم پر رینگنے والے کسی کیڑے کو مسل کر مطمئن ہو گیا ہو۔“

”تو پھر اب کیا ہو گا؟“

”اپنے کیبن میں جاؤ اور مجھے سوچنے کا موقع دو۔ میں تم دونوں کو اتنی بے بسی کی موت نہیں مرنے دوں گا۔“

”اگر تم مجھ سے لاپرواہی برتتے رہے تو وہ مجھے ضرور مار ڈالے گا۔“

”اوہ....!“

”خود تمہارے لیے بھی خطرہ ہے اس کی کوئی بات نہ ٹالا کرو۔ کبھی کبھی وہ جھلاہٹ میں مبتلا ہو کر اپنے انتہائی کار آمد آدمیوں کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا کرتا ہے۔“

”فی الحال تم اپنی گردن بچانے کی فکر کرو۔ اپنے کیبن میں جاؤ۔“

اَم بنی چلی گئی اور عمران فراگ کے جبڑے پر ایک تصوراتی مکا رسید کر کے بستر پر گر گیا۔ بار بار گھڑی دیکھ رہا تھا۔ آنکھیں نیند سے بوجھل ہو رہی تھیں اور وہ ذہن کو قابو میں رکھنے کے لیے خاصی جدو جہد کر رہا تھا۔ پھر شاید پندرہ منٹ بعد ہی کسی نے دروازے پر دستک دی۔ اس نے اٹھ کر دروازہ کھولا ہی تھا کہ فراگ کا مکا اس کی پیشانی پر پڑا۔ اور وہ لڑکھڑاتا ہوا کئی قدم پیچھے ہٹ گیا۔

"یور آنر.... یور آنر.... یہ میں ہوں۔" عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔ وہ بڑی مشکل سے دماغ کو ٹھنڈا رکھنے پر قادر ہو سکا تھا۔

"میں جانتا ہوں...." فراگ غراتا ہوا پھر جھپٹا لیکن وار خالی جانے کی بناء پر منہ کے بل فرش پر چلا آیا۔

"جناب عالی.... جناب عالی.... قصور بھی تو معلوم ہو۔"

"میں تمہیں مار ڈالوں گا۔" فراگ اٹھتا ہوا دہاڑا۔

"یہ ناممکن ہے یور آنر.... ابھی میں نے کافی نہیں پی۔"

"میرا مذاق اڑا رہے ہو۔" فراگ دونوں مٹھیاں بھینچ کر دہاڑا' اور عمران اپنا منہ پیٹنے لگا۔ فراگ شاید دوبارہ جھپٹنے کا ارادہ کر رہا تھا۔ لیکن اس نئی حرکت پر جہاں تھا وہیں کھڑا پلکیں جھپکاتا رہا۔ عمران کے ہاتھ تڑاتڑ گالوں پر پڑ رہے تھے۔

"بس.... بس.... احمق.... روکو ہاتھ.... یہ کیا شروع کر دیا۔" فراگ اچانک کسی قدر نرم پڑتا ہوا بولا۔

"جب تک میرا قصور نہیں معلوم ہو گا میں یہ رسم سعادت مندی جاری رکھوں گا۔"

"تم عورتوں کو میرے خلاف ورغلاتے ہو۔"

"اوہ.... خدا کی پناہ...." عمران ہاتھ روک کر بولا۔ پھر زور سے ہنس پڑا۔

"اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے....؟ فراگ نے پھر آنکھیں نکالیں۔

"ارے.... وہ زبردستی مالش کرنا چاہتی تھی۔"

"کیا مطلب؟"

"دھرنا دیئے بیٹھی تھی کہ مالش کر کے ہی جاؤں گی۔ باس نے مشورہ دیا تھا۔"

"تم آدمی ہو کہ کیچوے.... اس حد تک عورتوں سے خائف ہو۔"

"بچپن میں میری ماں مجھے ادھیڑ کر رکھ دیا کرتی تھی۔ اس لیے میرا فیصلہ ہے کہ میں کسی عورت کو اپنے بچوں کی ماں نہ بننے دوں گا۔"

"پتا نہیں کیوں مجھے تم پر رحم آ جاتا ہے۔"

"میں آپ سے محبت کرنے لگا ہوں نا۔"

"کیا مطلب؟"

"آپ کے جسم پر گوشت بہت زیادہ ہے۔"

"کیا بکواس ہے۔"

"وجہ آج تک میری سمجھ میں بھی نہ آ سکی۔ ورنہ بتا دیتا۔"

"تم آدھے پاگل معلوم ہوتے ہو۔ ختم کرو' ان بیہودگیوں کو ہم اینکر کرنے والے ہیں۔"

"اوہ.... اچھا.... یہ بہت اچھا ہے...."

"لانچ اونچی اونچی چٹانوں کے درمیان ایک تنگ سی جگہ پر پہنچ چکی تھی۔

"لیکن رات لانچ ہی پر بسر ہو گی۔" فراگ بولا۔ "اندھیرے میں خشکی پر اترنا مناسب نہیں سمجھتا۔"

"لانچ کے رکتے ہی ایسا محسوس ہوا تھا جیسے زمین کی گردش رک گئی ہو۔ عجیب سا سناٹا فضا پر مسلط تھا۔

"فراگ عمران کو اپنے کیبن میں لایا۔ یہاں اَم بنی موجود تھی۔ فراگ اس کی شکل دیکھ کر ہنس پڑا۔ اور عمران نے کہا۔ "یہاں میری گردن کٹوانے کے لیے دوڑی آئی تھیں۔"

"تو تم نے جھوٹ بولا تھا۔" اَم بنی برا سا منہ بنا کر بولی۔

"اپنے کیبن میں جاؤ۔" فراگ غرایا۔

"جاؤ.... جاؤ.... جان بچ گئی۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ اور فراگ اسے گھورنے لگا۔ اَم بنی چپ چاپ کھسک گئی تھی۔

"تم خود کو کیا سمجھتے ہو ایک گھونسے میں دم نکل جائے گا۔"

"مجھے یقین ہے۔" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

”تو پھر....؟“

”تو پھر آنریبل فراگ۔ موت صرف ایک ہی بار آئے گی۔ لہٰذا بار بار بور ہونے سے کیا فائدہ۔“

”تم بہت زیادہ بکواس کرنے لگے ہو۔ پہلے تو ایسے نہ تھے۔“

”عورتوں کی صحبت نے عورت بنادیا ہے پندرہ دن بہت ہوتے ہیں۔“

”میں تمہیں یہاں اس لیے لایا تھا کہ کام کی باتیں کریں گے۔“

”شروع کردیجئے۔“

”موکارو کا ساحل یہاں سے گیارہ میل کے فاصلے پر ہے۔ لیکن دن کے اجالے میں وہاں جانا مناسب نہ ہوگا۔“

”ابھی چلتے ہیں۔“ عمران بولا۔

”دماغ تو نہیں چل گیا۔ اس وقت آرام کریں گے اور کل دن بھر اسی جزیرے میں رہیں گے۔“

”جسم پر گوشت رکھنے والوں سے اسی لیے محبت کرتا ہوں۔“ عمران آہستہ سے بولا۔

”کیا مطلب؟“

”اول درجے کے کاہل ہوتے ہیں۔“

”بکواس بند کرو!“ فراگ زور سے دہاڑا۔

”محبت کرنے والے فولاد کا جگر بھی رکھتے ہیں دہاڑتے رہیے۔“

”کیوں میرا دماغ خراب کر رہا ہے۔ مار ڈالوں گا۔“ فراگ جھپٹ پڑا۔

اس بار عمران کیبن سے نکل بھاگا تھا۔ عقب میں اس نے دروازہ بند ہونے کی زور دار آواز سنی۔ وہ یہی چاہتا بھی تھا کہ فراگ اپنے کیبن تک محدود ہو کر رہ جائے۔

وہ کپتان کے کیبن کی طرف چل پڑا۔ لیکن پھر اپنے کیبن کا دروازہ کھلا دیکھ کر وہیں رک جانا پڑا۔ اَم بنی سامنے کھڑی اسے گھورے جا رہی تھی۔

”اندر آؤ۔“ وہ دانت پیس کر بولی۔

”ارے تم یہاں کیا کر رہی ہو؟“

”ابھی تک تو کچھ بھی نہیں کر رہی تھی۔ لیکن اب کروں گی۔“

”کک.... کیا کرو گی؟“

”تم دیکھ ہی لو گے۔ مسلسل اپنی توہین برداشت نہیں کر سکتی۔“

”کس مصیبت میں پڑ گیا ہوں۔“ عمران کراہا۔ ”ابھی مینڈک کا بچہ جان سے مار دینے کی دھمکی دے رہا تھا۔ اور اب تم....“

اَم بنی نے عمران کا گریبان پکڑ کر کیبن کے اندر کھینچ لیا۔

”ارے.... ارے.... کوئی دیکھ لے گا۔“

دوسرا جھٹکا عمران کو بستر پر لے گیا۔

”کک.... کیا ارادے ہیں؟“

”میری بات سنجیدگی سے سن لو۔“ وہ سخت لہجے میں بولی۔

”سن رہا ہوں۔“

”اس سے بے تکلف ہونے کی کوشش نہ کرو۔“

”ارے تو کیا میں اس سے ڈرتا ہوں۔“

”بحث مت کرو۔“

”کوئی خاص بات ہے؟“ عمران نے اسے ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”ہاں....“ اس نے آہستہ سے کہا۔ ”دروازہ بند کر کے بولٹ کر دو۔“

عمران نے بڑی سعادت مندی سے اس مشورے پر عمل کیا۔ او پھر اس کے قریب واپس آگیا۔

”میں تم لوگوں کے لیے خطرہ محسوس کر رہی ہوں۔“ اَم بنی نے آہستہ سے کہا۔

”کیا مجھ سے بدلہ لینے کا ارادہ ہے؟“ عمران مسکرایا۔

”میں کہتی ہوں سنجیدہ ہو جاؤ۔“

”اچھی بات ہے.... کہو کیا کہنا چاہتی ہو۔“

”اسے سمجھنا بہت مشکل ہے۔“

”ارے اسے جہنم میں جھونکو.... مجھے اپنے کام سے کام رکھنا ہے۔“

”یہ جزیرہ اس کے کارناموں کا میوزیم ہے۔“

”کیا مطلب؟“

”جن لوگوں پر قابو پانا مشکل سمجھتا ہے۔ ان سے دوستی کرتا ہے' اور سیر و شکار کے بہانے اس جزیرے میں لا کر دھوکے سے مار ڈالتا ہے پھر ان کی قبریں بنا کر کتبوں پر تاریخ وفات کندہ کرا دیتا ہے۔“

”واقعی! زندہ دل آدمی معلوم ہوتا ہے۔“ عمران ہنس پڑا۔

”تم دیکھ ہی لو گے.... وہ قبریں.... میں تمہیں کہاں تک بتاؤں۔ چلو لگے ہاتھوں میری کہانی بھی سن لو کہ میں اس کے ہاتھ کیسے لگی تھی۔“

”میں سن رہا ہوں۔“

اَم بنی کی آواز سرگوشیوں میں محدود ہو کر رہ گئی تھی۔ اس نے کہا۔ ”اگر کوئی عورت پسند آ جائے تو اسے ہر قیمت پر حاصل کر لیتا ہے۔ اور ایسی حرکت کرتا ہے کہ قانونی طور پر گرفت میں نہ آ سکے۔ میں سنگری پی کی رہنے والی ہوں۔ تین سال پہلے کی بات ہے کہ اس نے مجھے وہاں دیکھا اور میرے پیچھے پڑ گیا۔ میرے والدین سے مجھے حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن انکار میں جواب پا کر بھی پیچھا نہ چھوڑا۔ والدین نے ایک ماہ بعد میری شادی کر دی۔ شوہر نیک اور سادہ لوح آدمی تھا۔ ہم ماہ عسل منانے کے لیے نکل کھڑے ہوئے ایک دن تیاراپو کے جنگلوں میں پکنک منا رہے تھے کہ اچانک کسی جانب سے ایک بہت بڑا گوریلا نمودار ہوا۔ اس نے میرے شوہر کو زخمی کیا اور مجھے اٹھا کر بھاگ نکلا۔ میں بیہوش ہو گئی۔ پھر جب ہوش آیا تو یہی فراگ سامنے کھڑا اپنے جسم سے گوریلے کی کھال اتار رہا تھا۔“

”خدا کی پناہ....“ عمران بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

”اور پھر جب مجھے معلوم ہوا کہ وہ کنگ چانگ کا نائب ہے تو میں اپنی رہائی سے بالکل ناامید ہو گئی۔ اس نے مجھے دھمکی دی تھی کہ اگر میں نے اپنے بارے میں کسی کو کچھ بتایا تو وہ سنگری پی میں میرے والدین اور بہن بھائیوں کو قتل کرا دے گا۔ پھر اطلاع ملی کہ میرا شوہر بھی زخموں کی تاب نہ لا کر چل بسا۔ اس نے پولیس کو یہی بیان دیا تھا کہ اسے ایک گوریلے نے زخمی کیا ہے اور اَم بنی کو بھی وہی اٹھا کر لے گیا۔ پتا نہیں یہ اتفاق تھا یا اس میں بھی فراگ ہی کا ہاتھ تھا کہ تین دن پہلے چڑیا گھر سے ایک گوریلا فرار ہو گیا تھا۔“

”واقعی شیطان کا بیٹا معلوم ہوتا ہے۔“ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”اس طرح وہ قانون کی زد سے بچا رہتا ہے۔ بہر حال مجھے اپنی تقدیر پر شاکر ہونا پڑا تھا۔ اور یہ تو تم نے دیکھا ہی ہے کہ وہ اپنی عورتوں کی کتنی قدر کرتا ہے کل تک مجھ پر جان دیتا تھا۔ آج تمہیں بخش دیا۔“

”تمہاری کہانی سن کر دکھ ہوا.... اَم بنی۔“ عمران بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

”اب اس دنیا میں تمہارے علاوہ میرا کوئی نہیں ہے۔ اس لیے اب میں چاہتی ہوں کہ تم محتاط رہو۔ اس سے نہ الجھو۔ اور اب میں تمہیں یہ بھی بتا رہی ہوں کہ میرا تعلق براہ راست کنگ چانگ سے ہے۔“

”اچھا....!“

”ہاں۔ خوفناک چہرے والا جس نے ہمیں بنکاٹا پہنچایا تھا۔ کنگ چانگ ہی تھا۔ بس یہ سمجھ لو کہ اب میں کنگ چانگ کے لیے فراگ کی جاسوسی کر رہی ہوں۔“

”بہت اچھا ہوا تم نے مجھے بتا دیا۔ اب میں اور زیادہ محتاط رہوں گا۔“

”مجھے نہ بتانا چاہئے تھا لیکن میں تم پر اعتماد کرتی ہوں۔ تمہیں اپنا سمجھتی ہوں۔ یقین کرو میرے مالک.... میں نے تمہارے علاوہ آج تک کسی اور کو نہیں چاہا۔“

عمران کچھ نہ بولا۔ صرف تھوک نگل کر رہ گیا۔ بے حد سنجیدہ نظر آ رہا تھا۔

◆

دوسری صبح بڑی خوشگوار تھی۔ جزیرے کی طرف سے آنے والی ہوائیں گرم گرم سی خوشبوؤں میں بسی ہوئی تھیں۔

جیمسن اور ظفر الملک عرشے پر کھڑے گہری گہری سانسیں لے رہے تھے۔ لانچ ایسی جگہوں پر لنگر انداز تھی جہاں دونوں طرف اونچی اونچی چٹانیں دیواروں کی طرح کھڑی تھیں۔ کھلا سمندر آنکھوں سے اوجھل تھا اور جزیرے کی مناظر بھی نہیں دکھائی دیتے تھے۔

”بڑی گھٹن ہے۔“ دفعتاً ظفر بولا۔

”ایک دیوانے کے ہتھے چڑھ گئے ہیں۔“ جیمسن نے اس کی طرف دیکھے بغیر کہا۔ ”ضروری نہیں ہے کہ یہ عمران صاحب ہر معاملے میں دانشمندی کا ثبوت دیں۔“

”جو کچھ بھی ہوا ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی چارہ بھی تو نہیں تھا۔ یہ پرپیچ راستہ اختیار کرنے کی بجائے انہی وسائل پر انحصار کیا جا سکتا تھا جن کا تعلق لوئیسا کی ذات سے تھا۔ پتا نہیں اب وہ اسٹیمر کہاں ہوگا۔“

”میرا خیال ہے کہ ہمارے ٹرانسمیٹر کے دائرہ کار سے باہر نہ ہوگا۔ ہم کسی وقت بھی اس سے رابطہ قائم کر سکیں گے۔“

”یہ فراگ انتہائی سؤر معلوم ہوتا ہے۔“

”اسی لیے عمران صاحب کی ہدایت ہے کہ کسی وقت بھی غافل نہ رہا جائے۔ ہو سکتا ہے کہ توقعات اور اصلیت میں گہرا تضاد ہو۔“

”ہائیں... ہائیں۔ اب تو آپ بھی بڑی زوردار اردو بولنے لگے ہیں۔“ جیمسن چڑانے کے سے انداز میں بولا۔

”ویسے ہی بہت بور ہو رہا ہوں۔ تم اپنی چونچ بند رکھو۔“

”بوریت سی بوریت ہے۔ ایک فراگ کے قبضے میں ہے اور دوسری عمران صاحب سے چمٹی رہتی ہے۔ آپ تو بالکل صفر ہو کر رہ گئے ہیں۔ یور ہائی نس۔“

”للّی ہاروے بہت اچھا گاتی ہے۔“

”دیر تک کیجیے اس کی باتیں۔ شاید اسی طرح جی بہل جائے۔“

”بکواس بند کرو....!“

”او کے یور ہائی نس۔ آپ کی تنہائی اور اداسی پر اظہار افسوس کر رہا تھا یہ خادم۔“

”شکریہ۔! اس کی ضرورت نہیں۔“

اچانک جوزف ادھر آ نکلا۔ وہ اب بھی ماروی پریسٹ ہی کے میک اپ میں تھا۔

”یہ سمندری مینڈک مجھے تو قابل اعتماد نہیں لگتا۔“ جوزف بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ ”پتا نہیں باس کس بناء پر بھروسہ کر بیٹھے ہیں۔“

”تمہیں کیا غم ہے پڑے جاؤ۔ چھ بوتلوں والی پابندی سے پیچھا چھوٹا بیرل دبائے بیٹھے رہو۔“ جیمسن نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

”واہ.... وا.... کیا شراب ہے.... لیکن کب تک ساتھ دے گی پتا نہیں کب تک ادھر ادھر بھٹکنا پڑے۔“

”تم روز بروز عقلمند ہوتے جا رہے ہو۔“

”بیوقوف تو کبھی نہ تھا مسٹر، بس اتنی سی بات ہے کہ باس کے سامنے بچہ بنے رہنے کو جی چاہتا ہے۔“

”رات والدہ صاحبہ باپ ہی کے کیبن میں تھیں۔“

”کیا بکواس لگا رکھی ہے تم نے۔“ ظفر نے جیمسن کے شانے پر ہاتھ مار کر ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

دفعتاً اسٹیمر جاگ اٹھا۔ وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہا تھا۔

”ہائیں! اب کہاں۔“ جیمسن چونک کر بولا۔

”اپنے کام سے کام رکھو۔“

”کوئی کام ہو تو رکھوں۔ پتا نہیں کس جنجال میں آ پھنسے ہیں۔“

”میرے ماموں سے نہیں ملو گے۔“ جوزف اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرایا۔ لیکن شاید جیمسن کا موڈ خراب تھا۔ اس نے منہ پھیر لیا۔

ٹھیک اسی وقت لانچ کے عملے کے ایک آدمی نے ہانک لگائی۔ ”حضرات کھانے کی میز پر۔“

ناشتے کی میز کے گرد فراگ کے علاوہ اور سب موجود تھے۔ للّی ہاروے پہلے ہی کی طرح ہنس مکھ لگ رہی تھی لیکن اُم بنی کا چہرہ اترا ہوا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے ساری رات سوئی نہ ہو اور عمران کے چہرے پر ازلی حماقت کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔ جوزف کو دیکھ کر وہ احتراماً کھڑا ہو گیا تھا لیکن لڑکیاں اپنی جگہ سے ہلی بھی نہیں تھیں۔

”آنریبل فراگ تشریف نہیں رکھتے؟“ جیمسن بولا۔

”استراحت فرما رہے ہیں۔“ عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔ ”اور میں آپ پر اُسترا فرمانے والا ہوں۔“

”میں خود بھی یہی چاہتا ہوں۔! سمندری ہوا کی شوریت نے میرے بال تباہ کر کے رکھ دیئے ہیں۔ داڑھی فرعون کی موم چڑھی داڑھی معلوم ہونے لگی ہے۔“

”جلد ہی موسیٰ بن کر دکھا دوں گا۔“

”کیا آپ مجھ سے کچھ ناراض ہیں یور میجسٹی؟“

"فراگ شکایت کر رہا تھا کہ تم وقتاً فوقتاً اسے آنکھ مارتے رہتے ہو۔ یہ بہت بری بات ہے۔" جیمسن نے دانت نکال دیئے۔

"اے.... ! فرانسیسی میں گفتگو کرو۔" اَم بنی بول پڑی۔ "بالکل ایسا معلوم ہو رہا ہے جیسے کچھ بندر آپس میں لڑ پڑے ہوں۔ یہ کون سی زبان ہے؟"

"اسپینی مائی لیڈی۔" عمران بڑے ادب سے بولا۔

"مجھے افسوس ہے کہ میں اسپینی نہیں سمجھ سکتی۔ پتا نہیں تم لوگ کیا باتیں کرتے رہتے ہو۔"

"یہ دونوں بہت اداس ہیں۔" عمران نے ظفر اور جیمسن کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"یہ کیوں اداس ہیں؟"

"آنریبل فراگ نے انہیں کسی قابل نہیں سمجھا۔"

"کیا مطلب....؟"

"بتاؤ.... بھئی مطلب!" عمران نے ظفر کی طرف دیکھ کر کہا۔

اور وہ جھینپی ہوئی سی ہنسی کے ساتھ بولا۔ "میں تو نہیں سمجھتا کہ میں اداس ہوں۔"

"میں تو ہوں۔" جیمسن بول پڑا۔

"اچھا تو پھر بتاؤں کہ کیوں اداس ہو؟" اَم بنی نے کہا۔

"اپنی ڈاڑھی کی وجہ سے۔ شاید ادھر کی لڑکیوں کو ڈاڑھی پسند نہیں۔"

"لڑکیوں سے تم لوگوں کو کیا سروکار۔" اَم بنی کے لہجے میں تلخی تھی۔ "پتا نہیں تم فرشتوں نے ادھر کا رخ کیوں کیا تھا۔"

"بولو...." عمران نے جیمسن کی طرف دیکھ کر کہا اور جیمسن نے احمقانہ انداز میں دانت نکال دیئے۔

پھر کچھ دیر بعد انہیں فراگ کی دہاڑنے کی آواز سنائی دی۔ "ہم تفریحی سفر پر نہیں نکلے ابھی تک ناشتہ ہی ختم نہیں ہوا۔"

وہ سب کھڑے ہو گئے۔ اور عمران ہکلایا۔ "ہم.... تت.... تیار ہیں یوئر آنر۔"

"تم میرے ساتھ آؤ۔" فراگ نے عمران کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔

لانچ کی رفتار کم ہو گئی تھی۔ وہ دونوں عرشے پر آئے۔ بائیں جانب ایک ہرے بھرے

جزیرے کے ساحل سے لانچ لگ رہی تھی۔ دائیں طرف ننگی چٹانوں کا سلسلہ دور تک پھیلا ہوا تھا اور یہاں سے بھی کھلا سمندر نہیں دکھائی دیتا تھا۔

"یہی وہ جزیرہ ہے جہاں سے ہم موکارو کے سلسلے میں کچھ کر سکیں گے۔" فراگ بولا۔ اور عمران نے چاروں طرف نظر دوڑاتے ہوئے پوچھا۔ "کیا یہ بالکل ویران ہے؟"

"نہیں سانپ اور بچھو بھی ہیں یہاں۔"

"اچھا.... اچھا.... میرا مطلب تھا۔ پھاڑ کھانے والے جانور تو نہیں ہین۔"

"کیا تم درندوں سے ڈرتے ہو۔؟"

"نہیں! میں تو ان سے بہت محبت کرتا ہوں۔ فوراً مار ڈالتے ہیں سسکا سسکا کر نہیں مارتے۔"

"تم ہر موقع پر بکواس کرنے لگتے ہو۔"

"معاف کیجئے گا۔ دراصل میں بہت خوش ہوں کہ آپ جیسا مہربان مالک مل گیا ہے۔ ورنہ میں تو ہفتوں بولنے کو ترستا تھا۔"

لانچ لنگر انداز ہو گئی تھی۔ فراگ کی تمامتر توجہ عمران کی طرف تھی۔ دفعتاً اس کے ہونٹوں پر عجیب قسم کی مسکراہٹ نمودار ہوئی اور اس نے عمران کا شانہ تھپک کر کہا۔ "فکر نہ کرو۔ تمہاری ساری محرومیوں کا ازالہ ہو جائے گا۔"

وہ لانچ سے خشکی پر اترے اور ایک جانب چل پڑے۔ فراگ آگے چل رہا تھا۔ چاروں طرف چوڑے پتوں والی جھاڑیاں بکھری پڑی تھیں۔ لیکن ان کے درمیان یہ پگڈنڈی بہت پرانی معلوم ہوتی تھی۔ فراگ نے پہلے پگڈنڈی ہی تلاش کی تھی۔

فراگ عمران' ظفر اور جیمسن کے علاوہ اور سب لوگ لانچ پر ہی تھے۔ جوزف کو بھی ساتھ نہیں لیا گیا تھا۔

"میرا خیال ہے کہ پڑاؤ ڈالنے کے لیے کسی مناسب سی جگہ کی تلاش ہے آپ کو۔" عمران نے فراگ کو مخاطب کیا۔

"جگہ موجود ہے۔ تمہیں درختوں کی چھاؤں میں نہیں بسر کرنی پڑے گی۔"

"بہت بہت شکریہ! آپ اپنے خادموں کے آرام کا بہت خیال رکھتے ہیں۔"

"مستقل مکھن لگائے چلے جا رہے ہیں۔" جیمسن آہستہ سے بولا۔

"خاموشی سے سنتے رہو! دخل اندازی مت کرنا۔" ظفر بولا۔

"اتنا بور ہو چکا ہوں کہ تیر اندازی بھی کر سکتا ہوں۔"

وہ اپنی اپنی دھن میں آگے بڑھے جا رہے تھے کہ دفعتاً بائیں جانب سے ایک فائر ہوا۔ فراگ بڑی پھرتی سے زمین پر لیٹ گیا تھا اور سب نے اس کی تقلید کی تھی۔

"اوہ... تو یہاں بھی۔" وہ دانت پیس کر بولا۔

سبھوں نے ریوالور نکال لیے تھے۔ فائر پھر ہوا۔ لیکن اس بار سمت کسی قدر بدل گئی تھی۔

"ناچ ناچ کر فائر کر رہا ہے۔" عمران بڑبڑایا۔

"تم یقین کیساتھ کیسے کہہ سکتے ہو کہ ایک ہی آدمی ہے۔" فراگ بولا۔

"میرا تجربہ۔"

"بکواس ہے۔ ہمیشہ یہی سمجھو کہ پوری فوج تمہیں گھیر رہی ہے تب ہی تم اپنا بچاؤ کر سکو گے۔"

"کہیں کوئی سانپ ٹارگٹ پریکٹس نہ کر رہا ہو یور آنر۔"

"تم آدمی ہو یا خبیث۔ اس وقت بھی مجھ پر طنز کر رہے ہو۔"

"پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ بہت خوش ہوں۔"

"وہ تیسرے فائر کے منتظر تھے کے اچانک تھوڑے فاصلے پر ایک پتھر آ کر گرا۔"

"نہیں!" عمران نے فراگ کے ریوالور والے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"کیوں؟"

"یقین کیجئے وہ تنہا ہے۔" عمران بولا۔ "اور ہماری پوزیشن کا اندازہ لگانے کی کوشش کر رہا ہے۔ ورنہ پتھر کبھی نہ پھینکتا۔"

"لڑکے! تم واقعی تجربہ کار ہو۔" فراگ نے طویل سانس لی۔

عمران آہستہ آہستہ بائیں جانب رینگنے لگا۔

"یہ کیا کر رہے ہو؟" فراگ نے سرگوشی کی۔

"اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں۔ آپ لوگ یہیں ٹھہریئے۔"

"سانپوں سے ہوشیار رہنا۔"

"فکر نہ کیجئے۔"

وہ کسی سانپ ہی کی طرح بے آواز رینگتا ہوا آگے بڑھتا رہا۔ اس کے ساتھی جہاں تھے وہیں رکے رہے۔

تیسرا فائر ہوا۔ اور اس بار تو عمران نے نہ صرف سمت کا بلکہ فاصلے کا اندازہ بھی لگا لیا۔ فائر کرنے والا دور نہیں تھا۔ لیکن شاید اس کی نسبت کسی قدر نشیب میں تھا۔ عمران بہت احتیاط سے آگے بڑھتا رہا اور پھر اسے اپنا شکار نظر آ گیا۔ وہ بھی اسی کی طرح جھاڑیوں کی اوٹ میں سینے کے بل رینگ رہا تھا۔ دفعتاً عمران نے اس پر چھلانگ لگائی اور دبوچ لیا۔

"آواز نکلی تو میرا بے آواز پستول تمہیں ہمیشہ کے لیے خاموش کر دے گا۔" اس نے اپنے شکار کو فرانسیسی میں مخاطب کیا۔ یہ پولی نیشی ہی معلوم ہوتا تھا۔

اس کا ریوالور عمران کے قبضے میں آ گیا تھا۔

"اٹھو...!" وہ اسے چھوڑ کر اٹھتا ہوا بولا۔ "اور چل پڑو۔"

اس نے اسے کور کر رکھا تھا۔ وہ ہاتھ اٹھائے ہوئے عمران کی طرف مڑا اور عمران نے محسوس کیا جیسے غیر متوقع طور پر اس کی تشویش رفع ہو گئی ہو۔

"تم کون ہو بھائی؟" اس نے نرم لہجے میں پوچھا۔

"اوہ... تو پہچانے بغیر ہی فائرنگ کر دی تھی۔"

"یہ بات نہیں ہے۔ تم ادھر کے تو نہیں معلوم ہوتے۔"

"میں اسپینی ہوں۔"

"کہاں رہتے ہو اور یہاں کیا کر رہے ہو؟"

"مڑو اور چل پڑو۔" عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

اس نے چپ چاپ تعمیل کی۔ عمران اس کی گردن سے ریوالور لگائے چل رہا تھا۔

"خوب... خوب!" اس نے فراگ کی آواز سنی۔

"کیا آپ اسے پہچانتے ہیں یور آنر؟"

"نہیں!" فراگ زمین سے اٹھتا ہوا بولا۔ "تم نے بڑا خطرہ مول لیا تھا۔ آئندہ محتاط رہنا۔ خود آرائی مجھے پسند نہیں۔"

"بہت بہتر یور آنر...!"

اب فراگ قیدی کی طرف پوری طرح متوجہ ہوا۔

“کتنے آدمی ہیں تیرے ساتھ ....؟ موکارو کے گندے سُور۔”

“مم .... میں اکیلا ہوں جناب ....”

“قیمہ کر کے رکھ دوں گا۔”

“یقین فرمائیے جناب۔ اس میں شک نہیں کہ موکارو ہی کا باشندہ ہوں لیکن تنہا ہوں .... اور میں نے آپ کو پہچان لیا ہے۔”

“ضرور پہچان لیا ہو گا۔ اس جاپانی کتے نے میرا حلیہ جاری کرایا تھا۔ کیوں؟”

“درست ہے جناب! اگر آپ اجازت دیں تو جیب سے “لافیکتا” کی وہ کاپی نکال کر آپ کی خدمت میں پیش کروں۔”

“تم نکالو اس کی جیب سے۔” فراگ نے عمران کی طرف دیکھ کر کہا۔

اس کی جیب سے ایک چاقو بھی بر آمد ہوا تھا۔ عمران نے اخبار فراگ کی طرف بڑھایا۔

اخبار کی تہہ کھولتے ہی فراگ کی زبان سے ساکاوا کے لیے ایک موٹی سی گالی نکلی تھی اور پھر وہ اخبار دیکھتا رہا اور زبان گالیوں پر گالیاں ڈھالتی چلی جا رہی تھی۔

“لو دیکھو .... تم بھی دیکھو .... اپنی نوعیت کا ایک ہی حرامزادہ ہے۔” فراگ نے اخبار عمران کی طرف پھینک دیا۔

“اب میری کہانی سنیئے جناب! ....” قیدی تھوڑی دیر بعد بولا۔

“میرے پاس وقت نہیں ہے۔ اس کے ہاتھ پشت پر باندھ دو۔” فراگ نے جیمسن سے کہا۔

جیمسن نے اپنی ٹائی کھولی اور فراگ کے حکم کی تعمیل کرنے لگا۔ قیدی خاموش تھا۔

عمران نے اخبار دیکھ چکنے کے بعد کہا۔ “واقعی بہت چالاک معلوم ہوتا ہے۔”

“اول درجے کا جھوٹا ہے۔” قیدی بولا۔

“تم کیا جانو؟” فراگ اسے گھورنے لگا۔

“میں یہی تو بتانے والا تھا کہ ایک طرف تو اس نے یہ بیان جاری کیا تھا اور دوسری طرف ہز میجسٹی کو یقین دلانے کی کوشش کی تھی کہ پرنس ہر بنڈا بعافیت موکارو پہنچ گئے ہیں۔ لیکن عوام انہیں بندرگاہ پر روک کر ان کے اعزاز میں تین دن تک جشن منانا چاہتے ہیں۔”

“دلچسپ” فراگ کی آنکھیں چمکنے لگیں۔ چند لمحے اسے گھورتا رہا پھر بولا۔ “تم محل کے حالات کیا جانو...؟”

“میں شاہی میخانے کا منتظم ہوں۔ پالی موگا نام ہے۔ ساکاوا نے ایسے حالات پیدا کر دیئے ہیں کہ ہز میجسٹی ہر وقت نشے میں ڈوبے رہتے ہیں۔ ساکاوا کے وزیر اعظم بننے سے پہلے وہ ایسے نہ تھے۔ ملکہ علیا ہی تک محدود تھے اب تو باقاعدہ روز نئی نئی عورتیں ان کے قریب موجود رہتی ہیں۔”

“تم کام کے آدمی معلوم ہوتے ہو۔” فراگ آہستہ سے بولا۔ “لیکن یہاں تمہاری موجودگی کیا معنی رکھتی ہے؟”

“لمبی کہانی ہے جناب!”

“میں سنوں گا۔”

“کیا آپ مجھے اس بیان پر جرح کرنے کی اجازت دیں گے یور آنر۔” عمران بول پڑا۔

“ضرور .... ضرور ....” فراگ نے نرمی سے کہا۔

“تم نے اپنا نام غالباً پالی موگا بتایا تھا۔”

“جی ہاں!”

“یہ کیونکر ممکن ہوا کہ ساکاوا ایک طرف تو اخباری بیان جاری کرے اور دوسرے طرف بادشاہ سے اتنا بڑا جھوٹ بولے۔”

“بادشاہ کو اخبار سے نفرت ہے۔ ساکاوا کے وزیر اعظم بننے سے پہلے موکارو میں کوئی اخبار نہیں تھا۔ اسی لیے بادشاہ سے اجازت لے کر “لافیکتا” جاری کرایا تھا۔ بادشاہ اب بھی اخبار نہیں دیکھتا۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ساکاوا نے انہیں موکارو سے بہت دور کر دیا ہے۔ وہ شراب اور عورت میں مگن رہتے ہیں۔ یہ اخبار تو میں نے بادشاہ کو پہنچایا تھا۔ پھر اس کے بعد کیا میں موکارو میں ٹھہر کر اپنی موت کا انتظار کرتا۔ میری تلاش جاری ہو گی۔ ساکاوا مجھے بھی اپنا آدمی سمجھتا تھا۔ ورنہ میں اس عہدے پر کبھی فائز نہ کیا جاتا حقیقت یہ ہے کہ دوسرے محبِّ وطن لوگوں کی طرح میں بھی ساکاوا کا دشمن ہوں۔”

“کیا خیال ہے؟” فراگ نے عمران سے سوال کیا۔

“کار آمد آدمی معلوم ہوتا ہے۔”

”تو پھر....؟“

”فی الحال اسے زندہ رہنے دیجئے۔“

”ساکاوا کے دشمنوں کے ہاتھوں مرتے ہوئے مجھے ذرا برابر بھی افسوس نہ ہوگا۔“ پالی موگا مسکرایا۔

”زیادہ بکواس کی ضرورت نہیں ہے۔“ فراگ غرایا۔ ”صرف کام کی باتیں کرو۔ یہ بتاؤں کہ یہاں تک کیونکر پہنچے؟“

”ایک سرکاری موٹر بوٹ لے نکلا تھا۔“

”وہ کہاں ہے؟“

”مشرقی ساحل کی طرف۔“

”اُدھر کے ساحل پر کیوں اینکر نہیں کی تھی؟“

”ایسے پوشیدہ ساحلوں پر تو وہ مجھے ضرور تلاش کریں گے اسی غلط فہمی کی بناء پر میں نے آپ لوگوں پر فائرنگ کی تھی۔“

”اوہ.... تب تو ہمیں یہاں سے ہٹ جانا چاہئے!“ فراگ عمران کی طرف مڑ کر بولا۔ ”لانچ پر واپس چلو۔ کچھ اور سوچیں گے۔ اس کی موٹر بوٹ یہیں رہنے دو تاکہ وہ صرف اسی جزیرے پر اپنی توجہ مرکوز رکھیں۔“

”معقول مشورہ ہے یور آنر۔“ عمران بولا۔

اب وہ لانچ کی طرف جارہے تھے۔

”یک نہ شد دو شد۔“ جیمسن بڑبڑایا۔

”خدا غارت کرے۔“ ظفر بولا۔

”شاید آج کل آپ خواتین کے تحریر کردہ ناول پڑھ رہے ہیں۔ زنانہ روزمرہ کے ماہر ہوتے جارہے ہیں۔“

”بکواس کی تو سر توڑ دوں گا۔ خیال تھا کہ شاید یہی چند گھنٹے ٹک جانے کا موقع مل جائے۔ سمندر نے دماغ چکرا کر رکھ دیا ہے۔“

لانچ پر پہنچ کر فراگ نے لنگر اٹھوا دیئے اور کیپٹن کو ہدایت دی کہ جتنی تیز رفتاری سے ممکن ہو ان جزائر سے دور ہٹنے کی کوشش کرو۔ قیدی اسی کے کیبن میں تھا اور عمران کی موجودگی بھی ضروری سمجھی گئی تھی۔ بظاہر فراگ اسے اپنا دائیاں بازو سمجھتا تھا۔

”اب وہ دوسری کشتیوں کی تلاشی اور زیادہ تندہی سے لیں گے۔“ عمران نے فراگ کو مخاطب کیا۔

”تم اس کی فکر نہ کرو.... مجھ پر چھوڑ دو سب کچھ۔“

”میں مطمئن ہوں یور آنر۔“

فراگ پالی موگا کی طرف دیکھنے لگا۔ اس دوران میں لانچ حرکت میں آ گئی تھی۔ عمران محسوس کر رہا تھا کہ اس کی رفتار بتدریج بڑھ رہی ہے۔

”اس کے ہاتھ کھول دو۔“ فراگ نے عمران سے کہا۔

پالی موگا کچھ نہ بولا۔ شاید وہ فراگ کی وارننگ پر محتاط ہو گیا تھا ادھیڑ عمر کا توانا آدمی تھا۔ آنکھیں کچھ اداس اداس تھیں اور جبڑے بھاری تھے۔

عمران نے اس کے ہاتھ کھول دیئے۔ اور وہ فراگ کی اجازت حاصل کر کے آرام کرسی کی پشتگاہ سے ٹک گیا۔

”ایک بات اور۔“ فراگ ہاتھ اٹھا کر بولا۔ ”اس جزیرے میں تنہا آدمی درجنوں کی نظروں سے پوشیدہ رہ سکتا ہے پھر تم سے فائر کرنے کی حماقت کیوں سرزد ہوئی تھی۔“

”دیکھئے موسیو فراگ! میں ان معاملات میں ناتجربہ کار ہوں۔ پیروں کی آہٹ پا کر ہیجان میں مبتلا ہوا اور فائر کر دیا۔“

”ناتجربہ کار تو نہیں ہو دوست!“ عمران نے آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرایا۔ ”ناتجربہ کار پتھر پھینک کر حالات کا اندازہ نہیں لگایا کرتے۔“

”یقین کیجئے جناب! پتھر میں نے اس لیے پھینکا تھا کہ اس سمت میں فائر ہو اور میں اندازہ لگا سکوں کہ جو کوئی بھی ہے مسلح ہے یا غیر مسلح۔“

”تجربہ کاری کی بات ہے۔“ فراگ بولا۔

”صرف ذہانت کہئے۔ آج زندگی میں دوسری بار ریوالور استعمال کیا ہے۔“

”فی الحال اسے تسلیم کئے لیتے ہیں۔“ عمران نے فراگ کی طرف دیکھ کر بائیں آنکھ دبائی اور

اسی سے بولا۔ ”آپ تو دوسری طرح بھی ان کی صداقت کا امتحان لے سکتے ہیں۔ ساکاوا کے لیے آپ کے ذہن میں بہت سارے سوال ہیں۔“

”ہاں.... ہاں.... میں دیکھتا ہوں۔“ اس نے پالی موگا کو گھورتے ہوئے کہا۔ ”غیر ملکیوں کے داخلے پر پابندی کیوں لگائی گئی ہے۔“

”ساکاوا کی حرکت ہے۔ ہز میجسٹی نے داخلی امور میں دخل دینا چھوڑ دیا ہے۔“

”چکر کیا ہے؟“ عمران ہاتھ نچا کر بولا۔

”میں نے جزیرے میں اسی طویل کہانی کی طرف اشارہ کیا تھا۔ ساکاوا کے برسراقتدار آنے سے کچھ پہلے کی بات ہے کہ موکارو کے ایک غیر آباد اور پہاڑی حصے پر دھند چھانی شروع ہوئی اور اس نے ایک بڑے علاقے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ دھند اتنی گہری ہے کہ دوسری طرف نہیں دیکھا جا سکتا۔ ساکاوا برسراقتدار آیا تو اس نے مختلف ممالک کے سائنسدان اکٹھے کئے کہ وہ اس دھند کے اسباب کا پتا لگائیں اور اس خطرے کے امکان کا بھی جائزہ لیں کہ کہیں وہ پورے جزیرے پر تو مسلط نہیں ہو جائے گی۔“

”کیا یہ بھی درست ہے کہ کوئی اس دھند سے گذر نہیں سکتا؟“ فراگ نے پوچھا۔

”اس کے بارے میں نہ بتا سکوں گا۔ میں نے اس کے متعلق کچھ نہیں سنا۔ اور پھر اس دھندے سے گذرے گا کون۔ وہاں تو پہرہ ہے۔ اسے ممنوعہ علاقہ قرار دے دیا گیا ہے۔ ہر وقت فوجی دستے گشت کرتے ہیں۔ کوئی ادھر جانے ہی نہیں پاتا۔“

”میں نے تم سے پوچھا تھا کہ غیر ملکیوں کے داخلے پر پابندی کیوں لگائی گئی ہے؟“

”وہی عرض کرنے والا تھا۔ ساکاوا نے ہز میجسٹی کو یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ وہ دھند کوئی کارآمد چیز ہے۔ اس لیے اس کا راز باہر نہ جانا چاہئے۔ اپنے طور پر باہر کے سائنسدانوں کو بلوا کر ریسرچ کرا رہا ہے شاید اسی لیے وہ پرنس ہربنڈا کے لیے اتنا پر تشویش نظر آ رہا ہے۔“

”ہربنڈا سے کیا مطلب؟“

”روایتی قانون کے مطابق پرنس ہربنڈا کے ہمراہیوں کو موکارو کے ساحل پر قدم رکھنے سے روکا نہیں جا سکے گا۔ کیا یہ حقیقت ہے موسیو کہ آپ نے کسی بھاری رقم کے عوض پرنس کو شاہ بکاٹا کے حوالے کر دیا ہے۔“

”بکواس ہے۔ میں اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ البتہ ساکاوا سے کنگ چانگ کا جھگڑا ہو گیا ہے۔ اور کنگ چانگ نے دھمکی دی ہے کہ وہ ساکاوا کو مار ڈالے گا۔ اس لیے اس کے نائب اول ڈیڈلی فراگ کا فرض ہے کہ وہ ساکاوا کو ٹھکانے لگا دے۔“

”اس نیک کام کے لیے اگر میری زندگی بھی درکار ہو تو حاضر کر دوں گا۔ موسیو فراگ۔ ساکاوا موکارو کو تباہی کی جانب لے جا رہا ہے۔“

”میں دیکھوں گا کہ تم اس سلسلے میں کیا کر سکتے ہو۔“ فراگ نے کہا اور عمران سے بولا۔ ”فی الحال پالی کو اپنے کیبن میں رکھو۔ اَمْ بنی لِلّی کے ساتھ رہے گی۔“

”بہت بہتر جناب۔“

وہ پالی موگا کو اپنے کیبن میں لایا اور اسے تسلیاں دیتا رہا۔

”ویسے موسیو پالی۔ تمہارے ساکاوا نے اچھا نہیں کیا۔ کنگ چانگ اتنا طاقتور ہے کہ بحرالکاہل کے کسی بھی جزیرے کی حکومت کے پرخچے اڑا سکتا ہے۔“ اس نے کہا۔

”اسی لیے مجھے یقین ہو گیا ہے کہ اب موکارو ساکاوا کے وجود سے ضرور پاک ہو جائے گا۔“ پالی نے خوشی ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

”لیکن موکارو کے ساحل پر قدم رکھے بغیر یہ کیونکر ممکن ہو گا۔“

”چٹانوں والے ساحل کے علاوہ اور سارے ساحلوں کی باقاعدہ حفاظت اور نگرانی کی جاتی ہے۔“

”کیا وہ چٹانیں قطعی طور پر ناقابل عبور ہیں؟“

”بظاہر یہی سمجھا جاتا ہے لیکن ہو سکتا ہے کہیں ایسا رخنہ موجود ہی ہو جس کے ذریعے وہاں تک رسائی ممکن ہو جائے۔“

کسی نے دروازے پر دستک دی اور وہ خاموش ہو گئے۔ عمران نے دروازہ کھولا۔ سامنے جیمسن کھڑا تھا۔

”مینڈک نے یاد فرمایا ہے۔ میں یہیں رک کر قیدی کی نگرانی کروں گا۔“ جیمسن نے بڑے ادب سے کہا۔

”اچھا....“ عمران اسے وہیں چھوڑ کر فراگ کے کیبن کی طرف چل پڑا۔ کیبن کا دروازہ کھلا۔

تھا۔ فراگ سامنے ہی آرام کرسی پر نیم دراز دکھائی دیا اس نے کرسی کی طرف اشارہ کیا تھا۔ عمران اسے غور سے دیکھتا ہوا بیٹھ گیا۔

“موکارو کے کسی باشندے پر کبھی اعتماد نہ کرنا۔” فراگ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ “تمہیں اس کا تجربہ بھی ہو چکا ہے۔”

“میں غافل نہیں رہتا یور آنر۔”

“ہو سکتا ہے وہ ساکاوا سے دشمنی ہی کر کے بھاگا ہو۔ لیکن میری گردن کاٹ کر سرخروئی حاصل کرنے کا موقع بھی ہاتھ سے نہ جانے دے گا۔ اس پر قطعی ظاہر نہ ہونے دینا کہ ہر بنڈا ہمارے ساتھ ہے۔ اسے مادری پریسٹ ہی بنا رہنے دو۔”

“بہت بہتر....”

“اور سنو۔ میرا خیال تو یہ ہے کہ پالی موگا کو بیہوش کر کے اس پر بھی کسی پادری ہی کا میک اَپ کر دیا جائے اور اسے مسلسل بیہوش رکھا جائے۔”

“آپ واقعی جینئس ہیں۔”

“اور اب ہم کھلے سمندر ہی میں بہتر مواقع کے منتظر رہیں گے۔”

“میں اس مسئلے پر آپ سے متفق نہیں ہوں۔”

“کیوں؟”

“بہرحال آس پاس کوئی پناہ گاہ اشد ضروری ہے یا پھر مجھے ایک چھوٹی کشتی دیجئے۔ اور غوطہ غوری کا لباس مع گیس سلنڈر.... میں خود ہی وہ شگاف تلاش کر لوں گا۔”

“تم تلاش کر لو گے؟” فراگ کا لہجہ چڑانے کا سا تھا۔

عمران نے سر کر اثباتی جنبش دی۔

“غوطہ خوری آسان کام نہیں ہے۔”

“ابھی تک تو کوئی مشکل کام میری نظر سے نہیں گذرا یور آنر۔”

“لانچ پر میرے علاوہ ایک بھی غوطہ خور نہیں ہے۔”

“تب تو یہ کام اور بھی آسان ہو جائے گا۔ آپ ٹارچ سنبھالئے گا اور میرے دونوں ہاتھ جدوجہد کے لیے آزاد ہوں گے۔”

فراگ اسے بے اعتباری سے دیکھے جا رہا تھا۔ دفعتاً اٹھ کر انٹر کام کے قریب گیا اور بولا۔ “للّی ہارو ے۔”

“حاضر باس۔” دوسری طرف سے چہکتی سی آواز آئی۔

“وہیں بیٹھے بیٹھے وہ گیت سنا دے جس میں ایک گیدڑ شیر کے سامنے لاف گذاف کرتا ہے۔”

“سنیئے۔ میرے مالک....!” دوسری طرف سے کہا گیا اور گیت شروع ہو گیا۔ عمران کے ہونٹوں پر شرارت آمیز مسکراہٹ تھی۔

گیت ختم ہوا تو فراگ نے کہا۔ “للّی۔ اَم بنی کو بھیج دے اس کا الو میرے قریب ہی موجود ہے۔”

“میرا موڈ خراب نہ کیجئے یور آنر.... اس خوبصورت گیت کا تاثر کچھ دیر تو ذہن پر باقی رہنے دیجئے۔”

“کیا وہ تمہیں اچھی نہیں لگتی۔”

“اس حد تک نہیں کہ میں اس کا الو کہلانا پسند کروں۔”

“میں اسے واپس تو لے نہیں سکتا۔”

“دو چار اور بخش دیجئے۔ پھر سوچوں گا مجھے کیا کرنا چاہیئے۔”

“وہ سو رہی ہے کہئے تو جگا دوں۔” انٹر کام سے آواز آئی۔

عمران نے بے بسی سے فراگ کی طرف دیکھا۔ فراگ ہنس پڑا اور بولا۔ “سونے دو....!” پھر عمران کی طرف مڑ کر کہا۔ “تمہارے چہرے پر برسنے والی یتیمی بعض اوقات مجھے رحم کھانے پر مجبور کر دیتی ہے۔”

“اس پر رحم کھانا ہی چاہیئے یور آنر جو باپ کی موجودگی میں یتیم ہو جائے۔”

“اگر تم اچھے غوطہ خور بھی ثابت ہوئے تو میں تمہیں اپنا بیٹا بنا لوں گا۔”

“ابھی اور اسی وقت.... گیس سلنڈر اور ماسک کے بغیر مظاہرہ کروں گا۔”

تھوڑی دیر بعد وہ عرشے پر نکل آئے۔ عمران کے جسم پر غوطہ غوری کا لباس تھا۔ لیکن اس نے سچ مچ گیس اور سلنڈر نہیں باندھے تھے۔ آنکھوں پر صرف عینک تھی۔

”میں پھر کہتا ہوں بیوقوفی نہ کرو، گیس سلنڈر اور ماسک لے لو۔“ فراگ نے کہا۔

”ان کی موجودگی میں تو بچے بھی غوطہ خوری کے کمالات دکھا سکتے ہیں۔ اور پھر میری دوڑ تو آپ کی لانچ کے ساتھ ہو گی۔“

”تم پاگل ہو گئے ہو!“ فراگ اسے پر تشویش نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔

اس ہنگامے میں اَم بنی بھی بیدار ہو کر عرشے پر نکل آئی تھی۔ اس نے عمران کو حیرت سے دیکھا اور تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے ان کے پاس آ کھڑی ہوئی۔

”یہ کیا ہونے جا رہا ہے؟“

”تیراکی کا مقابلہ....“ فراگ غرایا۔ ”لانچ سے آگے نکل جانے کا دعویٰ کر رہا ہے۔“

پھر قبل اس کے اَم بنی کچھ کہتی۔ عمران نے لانچ کے مخالف سمت میں چھلانگ لگا دی۔

”نہیں۔“ اَم بنی حلق کے بل چیخی تھی۔

عمران کا کہیں پتہ نہ تھا۔ ایک بار بھی سطح پر ابھرتا ہوا نہ دیکھا گیا۔ پانچ منٹ گزر گئے۔ اَم بنی کسی بت کی طرح بے حس و حرکت کھڑی تھی۔ فراگ بھی خاموش تھا۔ دوسرے لوگ سرگوشیاں کر رہے تھے۔

دفعتاً ظفر الملک نے قہقہہ لگایا۔ وہ سب چونک کر اس کی طرف مڑے۔

”وہ دیکھو۔!“ اس نے ایک جانب اشارہ کیا۔ وہ سب تو لانچ کے پیچھے ہی تلاش کر رہے تھے‘ لیکن عمران! وہ لانچ سے کئی گز آگے جا رہا تھا۔

”واہ.... واہ.... شاباش۔“ فراگ بچوں کی طرح تالیاں بجاتا ہوا چیخا۔

”سچ مچ تو میرا بیٹا ہے.... تم سب دیکھو۔ میں نے اسے بیٹا بنایا ہے۔ آج سے تم سب اس کا احترام کرو گے.... اب بس کرو۔ نورِ نظر.... واپس آ جاؤ.... اے کیپٹن رسہ پھینکو۔“

لیکن عمران نے پھر غوطہ لگایا اور نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

”ضدی بھی ہے کمبخت۔“ فراگ رانیں پیٹتا ہوا بولا۔

”اوہ.... کیا اب کے ڈوب گیا۔“ اَم بنی نے مضطربانہ انداز میں کہا۔

تین چار منٹ بعد وہ پھر ابھرا۔ اب بھی وہ لانچ سے آگے ہی جا رہا تھا۔ فراگ پھر چیخنے لگا۔ ساتھ ہی رسہ بھی پھینکا گیا تھا۔ عمران پلٹ پڑا۔ لانچ کی رفتار کم ہو گئی تھی۔ پھر انجن بھی بند کر دیا گیا۔ وہ رسہ پکڑ چکا تھا۔

لانچ پر پہنچ کر اس نے کیپٹن کی طرف ہاتھ ہلاتے ہوئے کہا۔ ”کہو دوست کیسی رہی یہ دوڑ۔ میں تو سوچ رہا تھا کہ تم رفتار تیز کر دو گے۔“

”یہی بہت بڑی بات ہے۔ موسیو عمران۔!“ کیپٹن نے آگے بڑھ کر گرمجوشی سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

پھر عمران فراگ کی طرف مڑ کر کسی قدر جھکا اور سیدھا کھڑا ہو گیا۔

فراگ خاموش تھا۔ بے حس و حرکت کھڑا عمران کو دیکھے جا رہا تھا۔ آنکھوں میں کسی قسم کا بھی کوئی تاثر نہیں تھا۔ یک بیک وہ اپنے کیبن کی طرف مڑ گیا۔ پھر انہوں نے کیبن کا دروازہ بند ہونے کی آواز سنی تھی۔

عمران اور اَم بنی نے حیرت سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا.... وہ آگے بڑھ آئی اور آہستہ سے بولی۔ ”آخر تم پر یہ دیوانگی کے دورے کیوں پڑتے ہیں۔ کیا اس سے شرط ہوئی تھی؟“

”نہیں تو.... میں ہی اسے غوطہ خوری کے کمالات دکھا رہا تھا۔“

”وہ خود بھی بہت اچھا غوطہ خور ہے۔“

”مینڈک ہی ٹھہرا....!“

”وہ تمہاری موت کا خواہاں ہے۔ کسی نہ کسی طرح مار ڈالنا چاہتا ہے۔“

”دیکھا جائے گا۔“

* * *

ساکاوا شاہی محل میں داخل ہوا۔ اس نے بڑی احتیاط سے ایک سوٹ کیس اٹھا رکھا تھا۔ حالانکہ باڈی گارڈز ساتھ تھے۔ لیکن اس سوٹ کیس میں نہ جانے کیا تھا کہ اس نے اپنے ہی سوٹ کیس میں رکھنے کو ترجیح دی تھی۔

بادشاہ کے پاس اس وقت دو جاپانی لڑکیاں موجود تھیں اور وہ عالم سرخوشی میں مسخرہ پن پر اتر آیا تھا۔

ساکاوا نے کمرے کے دروازے پر رک کر اپنی آمد کا اعلان خود ہی کیا۔

بادشاہ چونک کر بڑبڑانے لگا اور دونوں لڑکیاں پردے کے پیچھے چلی گئیں۔

"اب ہم تیری آمد پر پابندی لگائیں گے ساکاوا۔" بادشاہ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"آپ مالک ہیں یور میجسٹی۔ لیکن ابھی آپ مجھے معاف کر دیں۔"

"کیا کہنا چاہتا ہے؟"

"اپنی محنت کا پھل نذر کرنے آیا ہوں۔ یور میجسٹی۔"

"اوہ۔ تو کیا وہ دھند کار آمد ثابت ہوئی؟"

"بہت زیادہ یور میجسٹی۔ اب یہ معمولی سا جزیرہ دنیا کے نقشے پر ایک بہت بڑی طاقت بن کر ابھرے گا۔"

"اچھا...!"

"فی الحال مختصر پیمانے پر ایک مظاہرہ پیش خدمت ہے۔" اس نے سوٹ کیس کو قالین پر رکھتے ہوئے کہا۔

بائیں جانب ریڈیو گرام رکھا ہوا تھا اس نے آگے بڑھ کر اس کا پلگ نکال دیا۔ بادشاہ حیرت سے اسے دیکھے جا رہا تھا۔

"یور میجسٹی! میں نے اس کا برقی رابطہ منقطع کر دیا ہے، لیکن یہ بولے گا۔ کہاں کے پروگرام پیش کروں؟"

"سڈنی...!" بادشاہ نے گھڑی دیکھتے ہوئے کہا۔ "اس وقت یہاں پاپ میوزک ہو رہا ہوگا۔"

ساکاوا نے سوٹ کیس کھول کر ایک چھوٹی سی مشین نکالی۔ اور ریڈیو کا سوئچ آن کر کے سڈنی لگایا۔ پھر پیچھے ہٹتا ہوا بولا۔ "ملاحظہ فرمائیے۔"

سوٹ کیس سے نکالی جانے والی مشین سینے تک اٹھا کر اس کا رخ ریڈیو گرام کی طرف کر دیا۔ مشین سے دھوئیں کی باریک سی منجمد لکیر نکل کر ریڈیو کے ڈائیل کی طرف بڑھتی چلی گئی اور جیسے ہی ڈائیل سے مس ہوئی فضا میں موسیقی بکھرنے لگی۔

بادشاہ تیزی سے سوئچ بورڈ کی طرف بڑھا۔ غالباً اطمینان کرنا چاہتا تھا کہ بجلی کا کنکشن واقعی منقطع ہو چکا تھا یا نہیں۔ پلگ سوئچ بورڈ سے نکلا ہوا تھا۔ اس نے جھک کر نیچے دیکھا اور ہر طرح مطمئن ہو جانے کے بعد مضطربانہ انداز میں ساکاوا کی طرف بڑھا۔

"ساکاوا... ساکاوا... تو سچ مچ بہت بڑا خیر خواہ ہے۔"

"میں اسی دن کا منتظر تھا یور میجسٹی۔ اس مظاہرے کے بعد کھل کر گفتگو کر سکوں گا۔"

"بول.... بول کیا کہتا ہے۔ ہم نے ہمیشہ تجھ پر اعتماد کیا ہے۔"

ساکاوا نے مشین کی ایک چرخی کو گردش دی اور دھوئیں کی لکیر کسی ڈوری ہی کی طرح پیچھے ہٹتی ہوئی مشین میں داخل ہو کر نظروں سے اوجھل ہو گئی۔

"میں نے غیر ملکیوں کے داخلے پر اسی لیے پابندی لگوائی تھی کہ خاموشی سے اپنا کام جاری رکھ سکیں۔ لیکن فرانس کے محکمہ سراغرسانی کو شاید اس کی بن گن مل گئی ہے۔"

"کیوں؟" تم یہ کس طرح کہہ سکتے ہو۔"

"یور میجسٹی! آپ کا یہ خادم دور تک نظر رکھنے کا عادی ہے۔ موکارو کا محکمہ کار خاص اپنی کارکردگی میں دنیا کے ترقی یافتہ ملکوں کے معیار سے کم تر نہیں ہے۔"

"مجھے یقین ہے۔ ایسا ہی ہوگا۔"

"پرنس ہربنڈا کو فرانس کے محکمہ کار خاص نے تلاش کیا ہے۔ محض اس لیے کہ پرنس کے ساتھ فرانس کے ایجنٹ بھی موکارو میں داخل ہو سکیں۔"

"اوہ...." بادشاہ کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"میری معلومات کے مطابق پرنس ابھی تک بنکاٹا واپس نہیں پہنچے۔ اس کا یہ مطلب ہوا کہ کنگ چانگ تنظیم بھی اس سازش میں ملوث ہے۔"

"اس خبر سے ہم تشویش میں مبتلا ہو گئے ہیں۔"

"کیسی تشویش یور میجسٹی؟"

"ہربنڈا موکارو پر حق رکھتا ہے.... اور یہ حق مقدس ہے۔ اس کے ہمراہیوں کو بھی نہیں روکا جا سکتا۔"

"غلام کی زندگی دو کوڑی کی ہوگی اگر اس کا آقا دیر تک کسی تشویش میں مبتلا رہ جائے۔"

"تو کہنا کیا چاہتا ہے؟"

"آپ کی یہ تشویش بہ آسانی رفع ہو جائے گی۔"

"وہ کس طرح؟"

"پرنس ایک شرط کے ساتھ موکارو کے ساحل پر قدم رکھ سکیں گے۔"

”شرط....؟“

”یور میجسٹی۔ آپ پرنس کے بزرگ ہیں۔ آپ کو حق حاصل ہے کہ انہیں فہماش کریں۔ آپ شرط رکھ سکتے ہیں کہ پرنس اپنے باپ سے معافی مانگے بغیر موکارو میں نہیں داخل ہو سکیں گے۔“

”اوہ.... بہت خوب!“ بادشاہ دفعتاً کھل اٹھا۔ ”تو سچ مچ دانشمند ہے۔“

”اور اگر وہ پرنس ہی ہیں تو اپنے باپ سے ہرگز معافی نہ مانگیں گے۔“

”ہاں۔ وہ ایسا ہی ضدی ہے۔ پہلے بھی تو اس نے معافی نہیں مانگی تھی۔ بنکاٹا سے چلا گیا تھا.... ساکاوا تو ہمارا دست راست ہے ہماری طرف سے اجازت ہے جیسا بیان چاہے ہم سے منسوب کر دے۔“

”آپ نے غلام کو ایک بڑی الجھن سے نجات دلا دی۔“

”تو اگر یہ ساری باتیں ہمیں پہلے ہی بتا دیتا تو ہم مخالفت تو نہ کرتے۔“

”نہیں یور میجسٹی۔ میرے پاس کوئی ثبوت نہ تھا اپنی کارکردگی کا۔“

”ہمیں تجھ پر اعتماد ہے۔“

”لیکن شاہی خاندان کے دوسرے افراد مجھے پسند نہیں کرتے۔ ان کا خیال ہے کہ میں موکارو کو تباہی کی طرف لے جا رہا ہوں۔“

”وہ سب نکمے ہیں۔ ہم اگر رحم دل نہ ہوتے تو ان کی زندگیاں دشوار ہو جاتیں۔“

”رحمدلی صرف درویشوں کو زیب دیتی ہے۔ جاہ و جلال بادشاہوں کے زیور ہیں۔“

”بہت خوب۔! تیرا کلام ہمیں پسند آیا۔“

”اب اجازت چاہوں گا۔“

”اجازت ہے۔ آج ہم سکون سے سو سکیں گے۔“

ساکاوا نے واپسی پر اپنے دفاتر کا رخ کیا۔ پولیس چیف شاید پہلے ہی سے اس کا منتظر تھا۔

”کیا خبر ہے....؟“

”وہ کشتی ایک ویران جزیرے کے ساحل پر مل گئی ہے جس پر پالی موگا فرار ہوا تھا۔“

”اور پالی موگا....؟“

”اس جزیرے میں اس کی تلاش جاری ہے۔“

”کون سا جزیرہ ہے؟“

”قبروں والا۔“ پولیس چیف نے طویل سانس لے کر کہا۔ ”لیکن ابھی تک یہ ثابت نہیں ہو سکا کہ پالی موگا کنگ چانگ تنظیم سے تعلق رکھتا ہے۔“

”اسے تلاش کرو۔“ ساکاوا نے تلخ لہجے میں کہا۔ ”اگر وہ نہ ملا تو اپنی خیریت نہ سمجھو۔“

”ہم انتہائی کوشش کر رہے ہیں یور آنر۔“ پولیس چیف نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”کتنی کشتیوں کی تلاشی لی گئی ہے۔“

”چوالیس یور آنر۔ لیکن ہماری دو کشتیوں سے رابطہ نہیں ہو سکا۔“

”کیا مطلب؟“

”انہوں نے ابھی تک کوئی رپورٹ نہیں دی۔ اور نہ ان کی طرف سے کوئی جواب مل رہا ہے کہ وہ کہاں ہیں۔“

ساکاوا کے چہرے پر تشویش کے بادل چھا گئے۔ وہ تھوڑی دیر کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ ”ان چوالیس میں سے کتنی فرانس سے تعلق رکھتی تھیں؟“

”ایک بھی نہیں۔ وہ یا تو آسٹریلیا سے تعلق رکھتی تھیں یا نیوزی لینڈ سے۔“

”کیا ثبوت ہے کہ آسٹریلیا یا نیوزی لینڈ ہی سے تعلق رکھتی تھی۔ کیا ان کے کاغذات بھی دیکھے گئے ہیں۔“

”صرف اپنی سمندری حدود میں ہم کاغذات کا مطالبہ کرنے کے مجاز ہیں۔“

”تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ اکثریت کے کاغذات نہیں دیکھے جا سکے۔“

”جی....!“ پولیس چیف نے طویل سانس لے کر کہا۔ ”اور اپنی سمندری حدود کے باہر تلاشیاں بھی نہیں لے سکتے لیکن ہم اس میں بھی کامیاب رہے ہیں۔“

”وہ کس طرح؟“ ساکاوا سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

”کھلے سمندر میں ہماری کشتیوں سے کنگ چانگ کا نعرہ بلند کیا جاتا ہے اور ہراس پھیلا کر تلاشیاں لی جاتی ہیں۔“

دفعتاً ساکاوا اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ غصے سے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔ ”تمہیں کس نے مشورہ

دیا تھا کہ ایسا کرو۔" وہ چیخ کر بولا۔

"مم.... میری اپنی اسکیم یور آنر.... اس کے علاوہ اور کوئی چارہ بھی نہ تھا۔"

"اپنی سمندری حدود کے باہر تلاشیاں ہی کیوں لی گئیں؟"

پولیس چیف کچھ نہ بولا۔

ساکاوا پھر بیٹھ گیا۔ لیکن قہر آلود نظروں سے پولیس چیف کو گھورے جا رہا تھا۔

"ان دونوں کشتیوں میں کتنے آدمی سوار تھے جن سے رابطہ قائم نہیں ہو رہا۔" ساکاوا نے کچھ دیر بعد سوال کیا۔

"چالیس آدمی....!"

"تم چالیس آدمیوں کے قاتل ہو۔" ساکاوا میز پر ہاتھ مار کر دھاڑا۔

"نن.... نہیں....!" پولیس چیف ہکلا کر رہ گیا۔

اس دوران میں ساکاوا کا ہاتھ میز کی دراز میں رینگ گیا تھا۔

"تمہارا تقرر شہزادہ باگے سوؔں کی سفارش پر ہوا تھا۔"

"جی ہاں.... یور آنر۔"

"وہ اول درجے کا گدھا ہے۔"

"یور آنر۔" پولیس چیف اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ پھر اس کا ہاتھ ہولسٹر کی طرف بڑھا ہی تھا کہ ساکاوا کے بے آواز پستول سے شعلہ نکل کر پولیس چیف کی پیشانی میں پیوست ہو گیا۔

اس کی لاش فرش پر پڑی تھی۔ اور ساکاوا فون کا ریسیور ہاتھ میں لیے بادشاہ سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"اب کیا ہے؟" دوسری طرف سے بادشاہ کی غصیلی آواز آئی۔

"پولیس چیف بوراکو.... کنگ چانگ کا آدمی ہے۔"

"اچھا تو پھر....؟" بادشاہ کی آواز آئی۔

"میں نے اسے گولی مار دی۔"

"بہت اچھا کیا۔ اس کی لاش سمندر میں پھینکوا دو۔ تاکہ کنگ چانگ سے جا ملے۔ اور اب خلل انداز نہ ہونا۔ تمہارے ملک کی دلآویز عورتیں اس وقت ہمیں نئی دنیاؤں کی سیر کرا رہی

ہیں۔"

"ایک بات اور یور میجسٹی۔"

"بکو جلدی سے!"

"میں اپنے اسسٹنٹ کو پولیس چیف بنا رہا ہوں۔"

"بنا دو! ہم صبح فرمان جاری کر دیں گے۔" بادشاہ نے کہا اور دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز آئی۔

ساکاوا نے بھی ریسیور رکھ کر پھر اٹھایا اور کسی اور کے نمبر ڈائیل کیے۔

"سانو....!" اس نے ماؤتھ پیس میں کہا۔ "فوراً میرے آفس میں پہنچو۔"

ریسیور رکھ کر وہ پولیس چیف کی لاش کو گھورنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد ایک جاپانی دفتر میں داخل ہوا اور پھر اس لاش پر نظر پڑتے ہی کئی قدم پیچھے ہٹ گیا۔

"سیدھا کھڑا رہ...." ساکاوا کو غصہ آ گیا۔

وہ الرٹ ہو گیا۔

"پولیس چیف کے عہدے پر تیرا تقرر کیا گیا ہے۔ اس لاش کو سمندر میں پھینکوا دے۔"

"او۔ کے.... یور آنر۔"

"جو کشتیاں تلاشیوں کے لیے گشت کر رہی ہیں انہیں واپس بلوا لے۔"

"بہت بہتر جناب!"

"اور اب صرف موکارو کے ساحلوں کی نگرانی ہو گی۔"

"بہت بہتر جناب!"

"جاؤ....!"

وہ تعظیماً جھکا اور باہر نکل گیا۔

* * *

پالی موگا جوزف کے کیبن میں بے ہوش پڑا تھا۔ لیکن اب پالی موگا کی حیثیت سے اس کی شناخت مشکل تھی۔ عمران نے اسے بھی مادری بنا دیا تھا اور فراگ کسی قسم کے انجکشن کی مدد سے

اس کی بیہوشی کی مدت میں اضافہ کرتا رہتا تھا۔

اس وقت عمران بھی جوزف ہی کے کیبن میں تھا اور جوزف اس سے کہہ رہا تھا۔ "یہ ناممکن ہے باس.... تمہیں تنہا نہیں جانے دوں گا۔"

"تمہیں غوطہ خوری کا کوئی تجربہ نہیں ہے۔ اس لیے فی الحال میرے ساتھ نہیں جا سکو گے۔"

"بالکل اسی طرح تمہیں ادھر کے سمندروں کا کوئی تجربہ نہیں ہے۔"

"میں نے جغرافیہ تو پڑھا ہے۔"

"باتوں میں اڑانے کی کوشش نہ کرو باس۔ میرے جیتے جی تم تنہا نہیں جا سکتے۔"

"میں پورے انتظام کے ساتھ آیا ہوں۔ زیرولینڈ کے ایجنٹوں سے ہتھیایا ہوا بہتیرا ایسا سامان میرے پاس موجود ہے جو میری اس مہم کو بڑی حد تک محفوظ بنا دے گا۔"

"سمندر کے لیے کیا ہے؟"

"ان کا غوطہ خوری کا لباس اور وہ پستول جو صرف پانی ہی میں مار کر سکتا ہے اور مار بھی کیسی۔ وھیل جیسی پہاڑ مچھلی کے پرخچے اڑ جائیں۔ یہ چیزیں زیاما اور ڈولیڈو والے چکر میں ہاتھ لگی تھیں۔"

"اطمینان نہیں ہوتا باس۔ میں اپنے دل کو کیا کروں۔ جوزف مر جائے مگر تم زندہ رہو باس۔"

"ابے تو کیا میں مرا جا رہا ہوں۔"

جوزف کچھ کہنے ہی والا تھا کہ کسی نے دروازے پر دستک دی۔

"کون ہے؟" عمران نے بلند آواز میں پوچھا۔

"مینڈک میاں آپ کو یاد فرما رہے ہیں۔" باہر سے جیمسن کی آواز آئی۔

"کیا بات ہے؟"

"مسٹر فراگ اپنے کیبن میں تشریف رکھتے ہیں۔ کچھ دیر پہلے عرشے پر کھڑے تھے۔"

عمران فراگ کے کیبن کی طرف چل پڑا۔ وہ اس وقت تنہا تھا اور اس کے گلے میں دوربین لٹک رہی تھی۔

"آؤ... آؤ...!" وہ مسکرا کر بولا۔ "ابھی ہم موکارو کے اسی ناقابل عبور ساحل کی طرف سے گذریں گے۔ میں پھر گوریلے کی کھال پہننے جا رہا ہوں۔ تم عرشے پر موجود رہنا۔ بائیں جانب۔"

"کیا ان کی کشتیوں سے مڈبھیڑ ہو جانے کا امکان ہے۔؟" عمران نے پوچھا۔

"ہو سکتا ہے.... لیکن تم فکر نہ کرو۔ اگر انہوں نے پھر کنگ چانگ کے نام کا نعرہ لگایا تو میں انہیں تباہ کر دوں گا۔"

"سوال تو یہ ہے کہ ہم گوریلا کیوں ساتھ لیے پھر رہے ہیں۔"

"بہت دیر میں یہ سوال اٹھایا تم نے۔"

"بھول گیا تھا۔"

"نیوزی لینڈ کے کسی چڑیا گھر کے لیے خریدا گیا ہے۔"

"ٹھیک ہے۔" عمران سر ہلا کر بولا۔

فراگ نے دوربین گلے سے اتار کر اس کے حوالے کی اور بولا۔ "بے فکری سے جائزہ لے سکتے ہو۔ میں ان سبھوں کو دیکھ لوں گا۔"

"بہت بہتر.... یور آنر۔"

وہ عرشے پر چلا آیا۔ جیمسن، ظفر الملک اور ام بنی وہاں پہلے ہی سے موجود تھے۔ پتا نہیں وہ کس قسم کی گفتگو کر رہے تھے کہ یک بیک خاموش ہو گئے اور عمران نے ان کے چہروں پر کچھ اس طرح کے تاثرات پائے جیسے گفتگو کا موضوع وہ خود ہی رہا ہو۔

"ہلو....!" اس نے انہیں مخاطب کیا۔ ام بنی اسے بہت غور سے دیکھ رہی تھی۔

"کیا میرے سر پر سینگ نکل آئے ہیں۔" عمران نے مسکرا کر پوچھا۔

"تم شاید کبھی سنجیدہ نہ ہو سکو۔" وہ برا سا منہ بنا کر بولی۔

"کیوں میرے پیچھے پڑ گئی ہو۔"

"میں تمہیں اس کا آلہ کار نہیں بننے دوں گی۔"

"اس طرح کنگ چانگ کی نافرمانی کرو گی۔"

"مجھے کسی کی بھی پرواہ نہیں۔ میں تو تمہیں ان خطرات سے نکال کر کہیں دور لے جانا چاہتی ہوں۔"

"چلے جایئے جناب۔" جیمسن نے مضحکانہ انداز میں مشورہ دیا۔

”گردن مروڑ کر پانی میں پھینک دوں گا۔“ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا اور پھر ظفر سے بولا۔

”لے جاؤ اپنے مور چھل کو۔“

ظفر اس کا بازو پکڑ کر وہاں سے کھینچ لے گیا۔ اشارہ سمجھ گیا تھا کہ عمران انہیں وہاں سے ہٹانا چاہتا ہے۔

”اب کھل کر بات کرو۔“ عمران نے اَم بنی کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

”پتا نہیں اس کے ذہن میں کیا ہے۔ اسے پرنس ہربنڈا کے موکارو پہنچنے یا نہ پہنچنے سے کوئی دلچسپی نہیں ہو سکتی۔“

”مجھے یہی تو دیکھنا ہے کہ اس کے ذہن میں کیا ہے۔“

”کبھی میرے ذہن کے بارے میں سوچا۔“

”تت تمہارا ذہن.... میں نہیں سمجھا۔“

”تم کبھی نہیں سمجھو گے۔“

”تو پھر بیکار ہے۔“ عمران مایوسی سے بولا۔

لانچ موکارو کے سنگلاخ ساحل سے بہت فاصلے پر تھی۔ عمران نے دور بین آنکھوں سے لگائی۔

اونچی اونچی چٹانیں دیواروں کی طرح سیدھی کھڑی تھیں۔ لیکن یہ کیا؟ فراگ نے تو بتایا تھا کہ اس ساحل کی نگرانی نہیں کی جاتی۔ پھر یہ کشتیاں۔ ادھر ان کشتیوں کی موجودگی کا کیا مطلب ہو سکتا ہے۔ یہ تعداد میں پانچ تھیں اور ساحل سے لگی ہوئی چل رہی تھیں۔ اور یقینی طور پر مسلح کشتیاں تھی۔ ان پر لگی ہوئی تین انچ دہانے کی توپیں دور بین سے صاف دیکھی جا سکتی تھیں۔

دفعتاً لانچ میں خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگیں۔

”چلو.... چلو.... کیبن میں جاؤ۔“ عمران اَم بنی کا بازو پکڑ کر بولا۔

”تم بھی چلو۔“

”میں فراگ کے پاس جا رہا ہوں۔“

”میں بھی وہیں چلتی ہوں۔“

”اس وقت میرے علاوہ اور کوئی اس کے کیبن میں قدم نہیں رکھ سکے گا۔“

”بیوقوف آدمی تم خواہ مخواہ اتنے اہم نہیں بن بیٹھے ہو۔!“

”میں قربانی کا بکرا ہی سہی.... پھر تمہیں کیا....؟“

”جہنم میں جاؤ......!“ اس نے کہا اور پیر پٹختی ہوئی اپنے کیبن کی طرف چلی گئی۔ فراگ اُسی حال میں نظر آیا جس میں متوقع تھا۔ گوریلے کی کھال پہنے ٹیلی ویژن اسکرین کے سامنے کھڑا تھا۔ ہاتھ ہلا کر اُس نے عمران کو قریب بلایا۔ ٹیلی ویژن اسکرین پر موکارو کا ساحل دکھائی دے رہا تھا اور پانچوں کشتیاں ننھے ننھے آبی پرندوں کی طرح سطح سمندر پر متحرک نظر آ رہی تھیں۔

”مسلح کشتیاں ہیں۔!“ عمران بولا۔ ”تین انچ کے دہانے والی توپیں نصب ہیں۔!“

”لیکن حیرت ہے کہ ہمارا نوٹس نہیں لیا جا رہا۔!“ فراگ نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

”ہو سکتا ہے...... آگے نکل جانے کے بعد تعاقب کیا جائے۔!“

”ٹھہرو...... اور ٹھہرو......!“ فراگ نے طویل سانس لی۔ ”ویسے میرا خیال ہے کہ ساکاوا کو عقل آ گئی۔!“

”میں نہیں سمجھا۔!“

”اگر وہ دونوں کشتیاں نہ الٹی جائیں تو کنگ چانگ کو بدنام کرنے کا سلسلہ جاری رہتا۔!“

عمران کچھ نہ بولا۔ دفعتاً انٹر کام سے آواز آئی۔ ”ساحل سے دور رہنے کی ہدایت مل رہی ہے یور آنر......!“

یہ آواز کیپٹن کی تھی۔

”اچھا...... اچھا......!“ فراگ اونچی آواز میں بولا۔ ”تم اسی ڈگری پر چلتے رہو۔!“

عمران کی نظر اسکرین پر جمی ہوئی تھی۔ موکارو کا وہ ساحل غائب ہو چکا تھا اور اب صرف سمندر کی لہریں تھیں۔

”ساحل سے دور رہنے کی وارننگ کا یہ مطلب ہے کہ وہ اب کشتیوں کی تلاشیاں نہیں لیں گے۔!“ فراگ بولا۔ ”صرف ساحلوں کی نگرانی کی جائے گی۔!“

”تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اب ہم ادھر سے کوئی کاروائی نہ کر سکیں گے۔!“ عمران نے پُر تشویش لہجے میں کہا۔

”ظاہر ہے......!“

”تو پھر......؟“

”کچھ بھی نہیں۔“ فراگ بُرا سا منہ بنا کر بولا۔ ”خواہ مخواہ میرا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ کیا رکھا ہے ان باتوں میں اپنے کام سے کام رکھنا چاہئے۔!“

”ارے......ارے...... آپ تو پھر صلح کل ہوئے جا رہے ہیں۔!“

”یہ بات نہیں ہے...... بھلا مجھے اس سے کیا فائدہ پہنچے گا۔!“

”ہم اسپینی اسے مردانگی کے خلاف سمجھتے ہیں کہ کسی سے انتقام لینے نکلیں اور دشواریوں کا سامنا ہوتے ہی ٹھنڈے ہو کر پھر گھر لوٹ جائیں۔

فراگ چونک کر اُسے گھورنے لگا۔ پھر جھلائے ہوئے لہجے میں بولا۔ ”آخر کوئی صورت بھی تو ہو۔ میں بادشاہوں کی طرح اعلان جنگ کر کے تو لڑ نہیں سکتا۔!“

”تدبیر......یور آنر...... تدبیر...... میں پرنس کو موکارو پہنچانا چاہتا تھا لیکن اب اس مقصد کے تحت کام نہیں کر رہا۔!“

”تو پھر......؟“

”ہو سکتا ہے......! موکارو سچ مچ انسانیت کے لئے کوئی بہت بڑا خطرہ بن رہا ہو۔!“

”اوہو.... تمہیں کیا ہوا۔ تمہیں اس سے کیا سروکار.... ایک کالی شہزادی کے خادم ہو۔“

”اس کے باوجود بھی کہ فراگ دی گریٹ مجھے بیٹا بنا چکا ہے۔“

”اوہ.... میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔“

”میں ساکاوا سے آپ کی توہین کا بدلہ لینا چاہتا ہوں۔ اس سے زیادہ اب اور کچھ نہیں چاہتا اور یہ بھی سن لیجئے کہ اب پرنس کو نہ بنکاٹا سے کوئی دلچسپی رہی ہے اور نہ موکارو سے۔ وہ بھی اب صرف یہی دیکھنا چاہتا ہے کہ موکارو میں کیا ہو رہا ہے۔“

”مجھے سوچنے کی مہلت دو۔ عمران۔ ہماری تجارت کا انحصار انہی جزائر پر ہے۔ اسے بھی ذہن میں رکھنا۔“

”لیکن مجھے یقین ہے کہ ساکاوا زندہ رہا تو نہ اب آپ کو پنپنے دے گا اور نہ آپ کی تجارت کو۔“

”تم بہت عقلمند بھی ہو۔ لیکن عقلمندی کا دورہ کبھی کبھی پڑتا ہے۔ تم ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آسکے۔“

”میرا اصلی والا باپ بھی یہی کہتا ہے۔ لہٰذا اس چکر میں نہ پڑیئے۔“

”میں ایک گھنٹے بعد تمہیں بتا سکوں گا کہ اب کیا کرنا چاہئے۔“

”فی الحال ہم کہاں جا رہے ہیں؟“

”کہیں بھی نہیں۔“

”کیوں نہ انہی ویران جزائر کے آس پاس ہی رہیں۔“

”مناسب مشورہ ہے۔ میں کیپٹن کو ہدایات دوں گا۔“

”تو اب اتاریئے یہ کھال....“

”ابھی نہیں! موکارو والوں کا کچھ اعتبار نہیں۔ اگر تعاقب نہیں کیا جاتا تو سمجھنا چاہئے کہ حالات بدل چکے ہیں۔“

شام ہوتے ہوتے وہ پھر انہی ویران جزیروں کی طرف جا نکلے تھے۔ نہ ان کا تعاقب کیا گیا تھا اور نہ ہی تلاشی کی نوبت آئی تھی۔

فراگ نے عمران سے صرف ایک گھنٹے کی مہلت مانگی تھی۔ لیکن ابھی تک اسے اپنے فیصلے سے آگاہ نہیں کیا تھا۔ کیبن سے باہر ہی نہیں نکلا تھا اور نہ کسی کو کیبن میں طلب کیا تھا۔

عمران نے بھی یہی مناسب سمجھا تھا کہ فی الحال اس سے الگ تھلگ ہی رہے البتہ اسٹروکر سے معلوم ہوا کہ فراگ کیبن ہی سے ہدایت دیتا رہا ہے اور اب [illegible] کے حکم کے مطابق وہ مغربی ساحل کا چکر کاٹ کر اسی جگہ پہنچیں گے جہاں پچھلی شام کو لانچ لنگر انداز ہوئی تھی۔

”مغربی ساحل پر کسی کشتی کی تلاش ہے۔“ اسٹروکر بولا۔

”اوہ....!“ عمران کو یک بیک یاد آ گیا کہ پالی موگا نے اپنی کشتی کا ذکر کیا تھا۔ جسے اس نے مغربی ساحل پر چھوڑا تھا۔ پورا ساحل دیکھ ڈالا گیا لیکن کوئی کشتی نہ دکھائی دی۔ اس کا یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ پالی کی تلاش میں اس طرف آئے تھے اور کشتی لے گئے۔ بہر حال جزیرے میں کسی نہ کسی کی موجودگی کی صورت میں وہاں کوئی کشتی ضرور دکھائی دیتی۔

لانچ جنوب کی طرف مڑ رہی تھی۔ فراگ عرشے پر دکھائی دیا۔ عمران جہاں تھا وہیں کھڑا رہا۔ فراگ کی موجودگی سے اپنی لاعلمی پوز کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ آخر کار فراگ خود ہی اس کے قریب آ پہنچا۔

"کس سوچ میں ہو۔" وہ آہستہ سے بولا اور عمران نے چونک کر ریلنگ چھوڑ دی۔

"کک.... کچھ نہیں۔"

"تمہارے ہی مشورے پر عمل ہو رہا ہے۔ اب تو خوش ہو جاؤ۔"

"بہت بہت شکریہ۔ یور آنر۔"

سورج غروب ہونے سے پہلے ہی لانچ اسی جگہ لنگر انداز ہو گئی۔ جہاں پچھلی شام کو ہوئی تھی۔ پالی موگا ہوش میں آ رہا تھا کیونکہ مقررہ وقت پر اسے انجکشن نہیں دیا گیا تھا۔ عمران نے جوزف کو اس کیبن سے ہٹا دیا اور خود ٹھہرا رہا۔ فراگ کی تجویز تھی کہ وہ پالی موگا سمیت جزیرے میں اتریں گے۔ وہ انہیں کسی خاص جگہ پر لے جانا چاہتا تھا۔ عمران نے تفصیل معلوم کرنے سے مصلحتاً گریز کیا۔ ویسے اس نے یہ ضرور کہا تھا کہ پالی موگا سے مزید گفتگو کیے بغیر اس سلسلے میں کوئی قدم اٹھانا مناسب نہ ہوگا۔ لہٰذا اس وقت پالی موگا کے قریب اس کی موجودگی کی یہی وجہ تھی۔ پالی ہوش میں آتے ہی اٹھ بیٹھا اور جھینپی ہوئی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔ "شائد میں بہت زیادہ سویا ہوں۔"

"خاصی گہری نیند تھی۔!" عمران بولا۔ "اس وقت بھی بیدار نہیں ہوئے تھے جب تمہارا حلیہ تبدیل کیا جا رہا تھا۔"

"حلیہ تبدیل کیا جا رہا تھا۔؟" پالی نے حیرت سے کہا۔ "میں نہیں سمجھا۔ موسیو۔"

"عمران نام ہے۔ تم اب خود کو پہچان نہیں سکو گے۔" عمران نے اسے آئینہ تھماتے ہوئے کہا۔ آئینہ دیکھ کر وہ ہلکی سی چیخ کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ عمران نے اس کی آنکھوں میں خوفزدگی کے آثار دیکھے۔

"ڈرو نہیں۔ یہ صرف میک اپ ہے۔" اس نے نرم لہجے میں کہا۔

"لیکن.... کیوں؟"

"اس لیے کہ پہچانے نہ جا سکو۔"

"اوہ....!" وہ طویل سانس لے کر پھر بیٹھ گیا۔ عمران اسے تجسس آمیز نظروں سے دیکھے جا رہا تھا۔

"آخر تم نے چھپنے کے لیے اسی جزیرے کا انتخاب کیوں کیا تھا؟" اس نے بالآخر پوچھا۔ پالی

فوری طور پر جواب نہ دے سکا۔ وہ کسی سوچ میں پڑ گیا تھا۔

"وقت کم ہے دوست۔" عمران کچھ دیر بعد بولا۔

"میں اس سوال کا کیا جواب دوں جناب۔ جبکہ میں نے یہ کسی سوچے سمجھے منصوبے کے تحت نہیں کیا تھا۔"

"تمہاری کشتی اب مغربی ساحل پر موجود نہیں ہے۔"

"تب تو وہ اسے لے گئے ہوں گے۔ آپ لوگ میرے لیے فرشتہ رحمت ثابت ہوئے ہیں۔ ورنہ ضرور مار لیا جاتا۔"

"اب ہم پھر مشرقی ساحل پر ٹھہرے ہیں۔"

"یہاں مت رکیے۔" وہ جلدی سے بولا۔ "وہ مجھے جزیرے میں تلاش کر رہے ہوں گے۔ ساکاوا کے کتے خود مر جانے کی حد تک جدوجہد کرتے ہیں۔"

"ساحل پر کوئی کشتی موجود نہیں ہے۔"

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا جناب! کشتی واپس کرا دی ہو گی اور خود ٹھہر گئے ہوں گے۔ موکارو میں مشہور ہے کہ یہ جزائر کنگ چانگ کی غیر قانونی سرگرمیوں کے مراکز ہیں۔"

عمران نے سیٹی بجانے والے انداز میں ہونٹ سکوڑے لیکن کچھ بولا نہیں۔

پھر وہ فراگ کے پاس پہنچا تھا۔ پالی موگا کے شبہات کا ذکر کر ہی رہا تھا کہ فراگ نے ایک بھرپور قہقہہ لگایا۔

"کچھ دیر پہلے مجھے مرد بنا رہے تھے اور اب خود۔" وہ قہقہہ روک کر بولا۔ اور عمران کے چہرے کی طرف ہاتھ اٹھا کر پھر ہنسنے لگا۔

"سمجھنے کی کوشش کیجیے یور آنر....!"

"بکواس مت کرو۔ آج رات اس جزیرے میں جشن منائیں گے۔"

"اچھی بات ہے۔" عمران کا انداز بھی چڑ جانے والا تھا۔

اسے دیوانگی ہی کہنا چاہیے کہ اس موقع پر فراگ کو تفریح کی سوجھی تھی۔ موکارو کے ساحل سے دس میل کے فاصلے پر ایک جشن ترتیب دیا جا رہا تھا۔ تاریک اور ویران جزیرے میں بڑی بڑی مشعلوں کی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ فراگ اور اس کے ساتھیوں نے عجیب عجیب وضع

کے لباس پہنے تھے۔ پالی موگا بھی ان میں شامل تھا۔ یہ سب جلوس کی شکل چلے جا رہے تھے۔ جوزف عمران کے ساتھ چل رہا تھا۔ عربی میں اس سے بولا۔ ”یہ کیا شروع ہو گیا ہے مالک۔ تم ایک دیوانے کے ہتھے چڑھ گئے ہو“۔

”چپ چاپ دیکھتے رہو۔“

”لڑکیوں کو بھی لانچ سے اتار لایا ہے اور میں یہاں سانپوں کی بو سونگھ رہا ہوں.... او ہو.... یہاں تو قبریں بھی موجود ہیں۔ اس ویران جزیرے میں۔“

مشعلوں کی روشنی میں متعدد نئی اور بہت پرانی پختہ قبریں نظر آئیں۔

”آخر ہم جا کہاں رہے ہیں؟“ ظفرالملک عمران کے قریب پہنچ کر بولا۔

”فی الحال میں کچھ نہیں جانتا۔“ عمران نے جواب دیا۔

دشوار گذار راستوں سے ہوتے ہوئے وہ ایک کھلے میدان میں آ پہنچے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ میدان خاص طور پر تیار کیا گیا ہو۔ کیونکہ اس کے چاروں اطراف میں گھنے جنگل تھے۔

فراگ ہاتھ اٹھا کر چیخا۔ ”ٹھہر جاؤ.... اور یہیں ٹھہرے رہو۔“

وہ سب رک گئے اور فراگ اپنے آدمیوں کو کچھ ہدایت دینے لگا۔ اُم بنی عمران کے پاس آ کھڑی ہوئی تھی۔

”میں کسی بڑے خطرے کی بو سونگھ رہی ہوں۔“

”سونگھے جاؤ۔“ عمران لاپرواہی سے بولا۔

”تم نہیں سمجھتے۔ یہ جزیرہ بدّاراوح کا مرکز ہے۔“

”میں نے سنا تھا کہ کنگ چانگ کی غیر قانونی سرگرمیوں کا مرکز ہے۔“

”اگر وہ تمہیں۔ کہیں لے جانا چاہے تو ہرگز نہ جانا۔“

”ہائیں.... تو کیا تم مجھے لڑکی سمجھتی ہو۔“

”فضول باتیں مت کرو....!“

ٹھیک اسی وقت فراگ وہاں آ پہنچا اور اُم بنی کا خدشہ حقیقت بن گیا۔ فراگ نے عمران سے کہیں چلنے کو کہا۔ انداز ایسا ہی تھا جیسے اس بھیڑ سے الگ لے جا کر گفتگو کرنا چاہتا ہو۔

”میں بھی چلوں گی۔“ اُم بنی بول اٹھی۔

”نہیں....! یہ تنہا میرے ساتھ جائے گا۔“ فراگ سخت لہجے میں بولا۔

”ہاں ہاں اور کیا۔“ عمران سر ہلا کر بولا۔ ”آخر تم میرا دم چھلا کیوں بننا چاہتی ہو۔“

اُم بنی زیر لب کچھ بڑبڑا کر وہاں سے ہٹ گئی۔ فراگ ایک مشعل اٹھائے آگے بڑھا۔ عمران اس کے پیچھے چل رہا تھا میدان پار کر کے وہ جنگل میں داخل ہوئے۔

”سانپوں سے ہوشیار رہنا۔“ فراگ نے کہا۔

”میں ہوشیار ہوں یور آنر۔“

”میں تمہیں وہ جگہ دکھاؤں گا جہاں سے ہم موکارو کے چٹانوں والے ساحل تک بہ آسانی پہنچ سکیں گے۔“

”لیکن وہاں تو کشتیاں گشت کر رہی ہیں۔“

میں اس سلسلے میں ذاتی طور پر کچھ نہ کر سکوں گا لیکن تمہارے لیے آسانیاں ضرور فراہم کروں گا۔“

”یہی بہت ہے یور آنر۔“

”کیا تم تنہا جانا چاہتے ہو؟“

”چٹانوں میں وہ شگاف تنہا ہی تلاش کروں گا جس سے جزیرے میں پہنچنے کی صورت پیدا ہو سکتی ہے۔“

”تمہاری مرضی....!“

وہ آگے بڑھتے رہے.... ناہموار راستے پر چاروں طرف طرح طرح کی جھاڑیاں بکھری ہوئی تھیں۔ جنگل متعدد بار کی آوازوں سے گونج رہا تھا۔

دفعتاً ایک نسوانی قہقہہ سنائی دیا اور فراگ اس طرح رک گیا جیسے کوئی مشین چلتے چلتے رکی ہو۔ قہقہہ پھر سنائی دیا اس بار آواز نسبتاً قریب کی تھی۔

”کک.... کیا.... مم.... مطلب؟“ عمران نے فراگ کی خوفزدہ سی آواز سنی۔

”کوئی پاگل عورت ہنس رہی ہے شاید۔“ عمران بولا۔

”نن.... نہیں۔“

”اس بار تو ایسا معلوم ہوا جیسے وہ بالکل ان کے سروں پر ہنسی ہو فراگ کے ہاتھوں سے

مشعل چھوٹ پڑی۔ نہ صرف چھوٹ پڑی بلکہ زمین پر گرتے ہی بجھ بھی گئی۔

اندھیرا.... گہرا اندھیرا.... ہاتھ کو ہاتھ نہیں سجھائی دیتا تھا.... عورت کا قہقہہ پھر سنائی دیا اور اس بار کسی عورت کا چمکدار ہیولے ان کے کچھ فاصلے پر کھڑا نظر آیا۔ خدوخال واضح نہیں تھے لیکن وہ کوئی عورت ہی تھی۔

”بھ.... بھوت۔“ فراگ کی کپکپاتی ہوئی سی آواز سنائی دی۔

”بھوت نہیں بھوتنی یور آنر۔“ عمران نے پرسکون لہجے میں تصحیح کی۔

”بھاگو....!“

”نہیں یور آنر۔“ عمران نے اس کا بازو مضبوطی سے پکڑتے ہوئے کہا۔

”پپ پاگل ہوگئے ہو۔“

”عورت سے ڈرتا ہوں۔ لیکن بھوتنی کا تو عاشق زار ہوں۔ بس کوئی مل جائے۔“

قہقہہ پھر سنائی دیا۔ فراگ عمران سے بازو چھڑانے کے لیے زور لگا رہا تھا۔ عمران نے آہستہ سے کہا۔ ”میں تو چلا اس سے بغلگیر ہونے۔“

”بھاگو.... پاگل نہ بنو۔“

”میں اپنے جذبات کا خون نہیں کر سکتا۔“ عمران نے کہا اور فراگ کا بازو چھوڑ کر بھوتنی پر جھپٹ پڑا۔ پہلی ہی چھلانگ میں دبوچ بیٹھا تھا۔ بھوتنی کے حلق سے ڈری ڈری سی چیخیں نکلنے لگیں۔

”چھوڑ دو.... چھوڑ دو....!“ فراگ بوکھلائے ہوئے انداز میں بولا۔ ”للّی ہے۔“ اور پھر اس کا جھینپا جھینپا سا قہقہہ فضا میں گونجا تھا۔

عمران للّی کو کھینچتا ہوا اسی طرف چلا آیا جہاں پہلے کھڑا تھا۔

”یہ کیا مذاق ہے یور آنر۔ اگر میرا دم نکل جاتا تو۔“ عمران نے شکوہ کیا۔

”تم بدمعاش ہو.... خاموش رہو۔“ اس بار فراگ کے لہجے میں جھلاہٹ تھی۔ للّی ہاروے منمناتی ہوئی آواز میں عمران کو برا بھلا کہہ رہی تھی۔ اس کے دونوں بازوؤں میں خراشیں اور پیر میں بھی چوٹیں آئی تھیں۔

”میں تو بھوتنی سمجھا تھا۔“ عمران نے نرم لہجے میں کہا۔ ”ورنہ تم تو جانتی ہو کہ عورتوں سے کتنا ڈرتا ہوں۔“

”واپس چل۔“ فراگ غرایا۔ اس نے ایک چھوٹی سی ٹارچ روشن کی تھی اور واپسی کے لیے آگے بڑھ گیا تھا۔

عمران للّی ہاروے کا ہاتھ پکڑے چلتا رہا۔

”اس کا مطلب میری سمجھ میں نہیں آیا۔“ اس نے آہستہ سے کہا۔

”میں کچھ نہیں جانتی۔“ للّی ہاروے ہانپتی ہوئی بولی۔ ”مجھ سے جو کچھ کہا گیا تھا میں نے کیا۔ لیکن تم سچ مچ بہت دلیر ہو کہیں تم ہی تو بھوت نہیں ہو۔“

”آنریبل فراگ ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آسکے۔“

”یہی شکایت اسے تم سے ہے۔ شاید آج کسی بات پر تم نے اس کی مردانگی کو چیلنج کیا تھا۔“

”اوہ....!“ عمران نے طویل سانس لی۔

”کیا بات تھی؟“ للّی نے پوچھا۔

”کچھ بھی نہیں۔ مجھے تو یاد بھی نہیں بھلا میں اس کی جرات کیسے کر سکتا ہوں۔“

”نہیں کوئی بات ضرور تھی۔ وہ اس وقت تمہیں خوفزدہ کر کے تمہارا مضحکہ اڑانا چاہتا ہے۔ ایسے معاملات میں بالکل بچوں کا سا ذہن رکھتا ہے۔ بدلہ ضرور لے گا۔“

”مجھے کچھ بھی یاد نہیں ماموزئیل۔“

وہ پھر وہیں آپہنچے جہاں سے چلے تھے۔ میدان میں جگہ جگہ الاؤ روشن کر دیئے گئے تھے اور کئی چھولداریاں بھی نصب کی گئی تھیں۔ فراگ ایک چھولداری میں چلا گیا۔ اَم بنی دوڑتی ہوئی عمران کی طرف آئی تھی۔ اسے دیکھ کر للّی ہاروے وہاں سے کھسک گئی۔

”کیا ہوا۔ مجھے محسوس ہو رہا تھا کہ تمہارے خلاف کوئی سازش ہو رہی ہے۔“ وہ عمران کا بازو پکڑ کر جھنجھوڑتی ہوئی بولی۔

”میرا خیال ہے کہ تم ان دنوں گو بھی گوشت پکا کر کھاتی رہی ہو۔“

”فضول باتیں نہ کرو۔ مجھے بتاؤ کیا ہوا۔“

”کچھ بھی نہیں۔ ہم دونوں ایک بہت ہی خاص مسئلے پر گفتگو کرنے کے لیے ادھر گئے تھے۔“

”اور یہ للّی ہاروے....؟“

"للّی ہاروے۔!" عمران نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے حیرت سے دہرایا۔

"مجھ سے اڑنے کی کوشش نہ کرو۔ وہ بھی ساتھ تھی۔"

"اب تو کہنا پڑے گا کہ شاید تم بینگن کا بھرتا بھی کھانے لگی ہو۔"

"پچھتاؤ گے عمران! اگر مجھے کسی بات سے بے خبر رکھا۔"

"کوئی بات بھی تو ہو۔"

"میرا خیال ہے کہ للّی ہاروے بھی بخش دی گئی ہے۔"

"بس خاموش رہو ورنہ میں اب خود کو پیر بخش محسوس کرنے لگوں گا۔"

"پھر وہ کہاں سے تمہارے ساتھ ہوئی تھی۔ تم دونوں تو تنہا گئے تھے۔"

"میں نہیں جانتا وہ کہاں سے ساتھ ہوئی تھی۔ ہم تنہا گئے تھے اور تنہا واپس آئے تھے۔" عمران نے کہا اور تیزی سے اس چھولداری کی طرف بڑھ گیا جس میں فراگ داخل ہوا تھا۔

◆

ساکاوا فون کا ریسیور رکھ کر تیزی سے دروازے کی طرف جھپٹا۔ باہر نکلا ہی تھا کہ باڈی گارڈز اس کے پیچھے بڑھے۔

"نہیں!" وہ مڑ کر سخت لہجے میں بولا۔ "تم لوگ یہیں ٹھہرو۔"

وہ رک گئے اور وہ عمارت سے نکل کر ایک چھوٹی سے کار میں بیٹھ گیا۔ خود ہی ڈرائیو کر رہا تھا۔ کار موکارو کے ہیلی پیڈ کی طرف تیزی سے روانہ ہوئی تھی۔ ساکاوا کے سپاٹ چہرے پر اس وقت دبے دبے سے جوش کی علامات پائی جاتی تھیں۔ وہ باڈی گارڈز کے بغیر باہر نہیں نکلتا تھا لیکن اس وقت اس نے انہیں ساتھ نہیں لیا تھا۔ شاید اسی لیے اس نے ایسی گاڑی بھی استعمال کی تھی کہ باہر پہچانا نہ جا سکے۔

موکارو کے اصل باشندے اس سے نفرت کرتے تھے۔ پولیس کے سربراہ کی حیثیت سے وہ ایک عرصہ تک ان پر مسلط چلا آ رہا تھا کہ اچانک وزارت عظمیٰ بھی اس کے ہاتھ آ گئی۔ جس کے بعد اس نے موکارو کو پولیس اسٹیٹ بنا دیا تھا۔ پندرہ سال کے بچے کے لیے بھی شناخت نامہ ضروری قرار دے کر "جکڑ بند" کا نیا ریکارڈ قائم کیا تھا۔ بہرحال وہاں کے عوام اس کے دشمن تھے۔ اس لیے خواب گاہ کے دروازے پر بھی باڈی گارڈز کی موجودگی لازمی ٹھہری۔ مگر اس وقت

کوئی ایسا ہی معاملہ درپیش تھا کہ وہ تنہا باہر نکل آیا تھا۔ ہیلی پیڈ پر پہنچ کر وہ گاڑی سے اترا اور دوڑتا ہوا ایک خالی ہیلی کوپٹر پر جا چڑھا۔ اور خود ہی اسے پائیلٹ کرنے لگا۔ فضا میں بلند ہو کر وہ کسی قدر ترچھا ہوا اور جنگلوں کی طرف اڑتا چلا گیا۔

شہری آبادی بہت پیچھے رہ جانے کے بعد ساکاوا نے ڈیش بورڈ کا ایک سوئچ آن کیا تھا۔ جس کی بنا پر ہیلی کوپٹر کے نچلے حصے میں گردش کرنے والی سرخ لائیٹ روشن ہو گئی تھی۔ جنگل کا وہ حصہ روشن ہو جاتا جس پر سے ہیلی کوپٹر گزرتا۔ اسی طرح ساکاوا راستے کا تعین کرتا ہوا کسی نامعلوم منزل کی طرف اڑا جا رہا تھا۔ پھر دفعتاً ایک جگہ اس نے ہیلی کوپٹر کا رخ موڑ دیا۔ اگر ایسا نہ کرتا تو اسے اس دھند سے گزرنا پڑتا جو دور تک چھائی ہوئی تھی۔ ہیلی کوپٹر دھند سے کترا کر نکلا تھا۔ اور اب اس کا رخ ساحلی چٹانوں کی طرف تھا اس نے ٹرانسمیٹر کے ماؤتھ پیس میں کہا۔

"ہیلو.... ہیلی کنٹرول ٹاور.... کنٹرول ٹاور۔!"

"کون ہے؟" ایئر فون سے آواز آئی۔

"ساکاوا.... راستہ دکھاؤ....!"

دفعتاً بہت دور ایک سرخ لائٹ گردش کرتی نظر آئی۔ شاید اسے فوری طور پر روشن کیا گیا تھا۔ کیونکہ اس سے پہلے تو وہ نہیں دکھائی دی تھی۔

ہیلی کوپٹر اسی طرف بڑھتا چلا گیا۔ پھر اس نے ایک جگہ لینڈ کیا تھا کچھ لوگ دوڑ کر ہیلی کوپٹر کے قریب پہنچے یہ سب جاپانی تھے۔ ساکاوا ہیلی کوپٹر سے اتر کر ان کے ساتھ چلنے لگا۔

وہ ایک دو منزلہ عمارت میں داخل ہوئے جس کی تعمیر میں زیادہ تر لکڑی استعمال کی گئی تھی۔

"کیا قصہ ہے؟" ساکاوا نے وہاں پہلے سے موجود ایک آدمی کو مخاطب کیا۔

"آبزرویٹری میں تشریف لے چلئے جناب۔" اس نے بڑے ادب سے کہا۔

اب ساکاوا کے ساتھ صرف وہی آدمی تھا اور وہ اوپری منزل پر جانے کے لیے زینے طے کر رہے تھے۔ دوسرے کمرے میں پہنچ کر ہمراہی نے کہا۔

"قبروں والے جزیرے میں بہت سے آدمیوں کی موجودگی کا پتا چلا ہے۔"

سورج غروب ہونے سے قبل تک وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔" ساکاوا پر تشویش لہجے میں بولا۔

"میں ابھی دکھاتا ہوں۔" ہمراہی نے کہا اور انٹرکام کا سوئچ آن کر کے بولا۔

"آپریٹر.... سوئچ آن ٹو دیٹ آئی لینڈ۔"

یہ کمرہ کسی کنٹرول روم کا منظر پیش کر رہا تھا۔ چاروں طرف دیواروں کے قریب بھانت بھانت کی مشین رکھی نظر آرہی تھی۔

دفعتاً ایک مشین کی اسکرین روشن ہو گئی اور پھر آہستہ آہستہ دھندلی پڑنے لگی تھی۔ پھر کئی جگہ سرخ نقطے نظر آئے۔ جن کے پاس بہت چھوٹے چھوٹے سیاہ نقطے متحرک دکھائی دیتے تھے۔

"اوہو....!" ساکاوا کی آواز میں تحیر تھا۔

"کیا خیال ہے جناب؟" ہمراہی نے سوال کیا۔

"تمہارا خیال درست تھا۔ لیکن میری معلومات کے مطابق سورج غروب ہونے سے قبل تک جزیرہ ویران تھا۔ ہوں.... ہوں۔ اچھی بات ہے میں دیکھتا ہوں۔" وہ واپسی کے لیے مڑ گیا۔

نچلی منزل پر پہنچ کر اس نے ان لوگوں کو کچھ ہدایات دیں جو ہیلی پیڈ سے یہاں تک اس کے ساتھ آئے تھے۔ دس منٹ بعد پھر اس کا ہیلی کوپٹر موکارو کی شہری آبادی کی طرف پرواز کر رہا تھا۔

◆

فراگ زمین پر اوندا پڑا تھا۔ اور عمران اس کے قریب کھڑا اسے آوازیں دے رہا تھا۔

"چلے جاؤ۔" وہ سر اٹھائے بغیر غرایا۔

"ارے تو کیا میں جانتا تھا کہ وہ للی ہاروے ہے۔" عمران بھنا کر بولا۔

فراگ اٹھ بیٹھا کیروسین کی مدہم روشنی میں اس کا چہرہ بڑا ڈراؤنا لگ رہا تھا۔

"تم وہ نہیں ہو جو نظر آتے ہو۔" فراگ بالآخر بولا۔

"ہاں ہاں میں الو ہوں پھر....؟"

"مجھ سے اس لہجے میں گفتگو نہ کرو۔"

"جب آپ مجھ سے مذاق کر سکتے ہیں تو مجھے بھی کسی قدر حق دیجئے۔"

"تم میری برابری کرنے کی کوشش کرتے ہو۔"

"ہرگز نہیں۔" عمران اپنے کان پکڑ کر بولا۔ "مجھے تو آپ سے بہت کچھ سیکھنا ہے۔ ابھی نامکمل ہوں۔ لیکن یہاں اس وقت اس جزیرے میں جو آپ نے کھڑاک پھیلایا ہے اس سے متفق نہیں ہوں۔"

"کیوں؟"

"جو لوگ اس حد تک ترقی یافتہ ہوں کہ کوٹ کے بٹن کو ٹرانسمیٹر بنا دیں یا سمندر میں اچانک فولادی دیوار اٹھا کر آپ کو کشتی سمیت قید کر دیں اتنے احمق نہیں ہو سکتے کہ دس میل تک بھی نظر رکھنے کی زحمت گوارا نہ کریں۔"

"کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"لانچ پر واپس چلئے! یہاں الاؤ روشن کر کے جشن منانا کسی طرح عقلمندی نہیں کہی جا سکتی۔"

"میں ڈرپوک نہیں ہوں۔ یہاں اس جزیرے میں میرا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔"

"میں تو ڈرپوک ہوں۔" عمران نے بڑے خلوص سے کہا۔

"جہنم میں جاؤ....!"

"نہیں آپ مجھے اور میرے ساتھیوں کو لانچ پر بھجوا دیجئے۔"

"میں نے منع تو نہیں کیا۔ ضرور جاؤ۔ اپنے ساتھیوں کو بھی لے جاؤ۔ اور ہاں۔ اب اُم بنی کا شمار بھی تمہارے ہی ساتھیوں میں ہوتا ہے اسے ہرگز یہاں نہ چھوڑنا' سب جانتے ہیں کہ میں اس سے دستبردار ہو چکا ہوں لہٰذا اس کی حفاظت کی ذمہ داری مجھ پر نہ ہو گی۔"

"اچھی بات ہے۔ میں اسے بھی لے جاؤں گا۔"

"دوسری بات! مجھے فریب دینے کی کوشش نہ کرنا۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"لانچ لے کر فرار نہ ہو جانا۔"

"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لانچ پر عملہ بھی تو موجود ہے۔"

"میں تمہیں بھی اپنی ہی طرح ناقابل اعتماد اور فتنہ پرداز سمجھتا ہوں۔"

"عزت افزائی کا شکریہ! اگر آپ جیسا دل بڑھانے والا مل جائے تو چھ ماہ میں ساری دنیا کو الٹ پلٹ کر رکھ دوں۔"

"بس چلے جاؤ.... میرے کان نہ کھاؤ۔"

"او۔ کے یور آنر۔" وہ ایڑیوں پر گھوم کر چھولداری سے باہر نکل آیا۔

اب اسے للی ہاروے کی تلاش تھی۔ وہ ایک الاؤ کے پاس مل گئی۔ عمران نے اسے الگ بلا کر

کہا۔ ”تمہارا وہ اندھیرے میں چمکنے والا لباس مجھے بہت پسند آیا۔ اگر رات بھر کے لیے مجھے دے دو تو کیا برائی ہے۔“

”تم کسے ڈراؤ گے؟“

”اُم بنی کو.... تاکہ وہ یہاں اس ویرانے میں میرے قریب نہ آ سکے۔“

”واقعی تم عجیب ہو۔ اگر وہ اتنی ہی ناپسند ہے تو کسی اور کو بخش دو۔“

”ناپسند نہیں ہے۔ صرف ڈر لگتا ہے اس سے۔“

”بکواس نہ کرو۔ اچھا میں تمہیں وہ لباس دے دوں گی۔ لیکن فراگ کو نہ معلوم ہونے پائے۔“

”معلوم ہونے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔“

لّلی ہاروے سے وہ لبادہ لے کر اس نے جوزف، ظفر، جیمسن اور اُم بنی کو اکٹھا کیا۔

انہیں جب یہ معلوم ہوا کہ وہ لانچ پر ہی رات بسر کریں گے تو ان کے چہرے کھل اٹھے۔ کیونکہ یہاں مچھروں نے بیحد پریشان کیا تھا۔ چلتے چلتے ایک بار پھر وہ فراگ کی چھولداری میں داخل ہوا۔

”ایک عرض اور ہے یور آنر۔“ اس نے مودبانہ کہا۔

”چلے جاؤ.... میرا دماغ مت چاٹو۔“ فراگ جھلا کر بولا۔ ایسا لگتا تھا جیسے ساری دنیا سے بیزار بیٹھا ہو۔

میں لانچ کو کھلے آسمان کے نیچے نہیں رکھوں گا۔ بلکہ اسے اس طرف لے جاؤں گا جہاں ایک چٹان سائبان کی طرح چھائی ہوئی ہے۔“

”جو دل چاہے کرو۔ میں فی الحال تنہائی چاہتا ہوں۔“

”شکریہ یور آنر۔“

لانچ تک پہنچنے میں انہیں زیادہ دیر نہیں لگی تھی۔ عمران انہیں بتا رہا تھا کہ فراگ نے یہاں ڈیرا ڈالنے کی کیوں ٹھانی تھی۔

”وہ اس مہم سے منہ موڑنا چاہتا تھا۔ میں نے اس کی غیرت کو للکار دیا تھا۔ غیرت تو پلٹ آئی لیکن اس نے مجھے ڈرپوک ثابت کر کے نیچا دکھانے کی ٹھان لی۔“

”وہ ایسے معاملات میں بچوں کا سا ذہن رکھتا ہے۔“ اُم بنی بولی۔ ”لیکن وہ تمہیں کس طرح

نیچا دکھانا چاہتا تھا۔“

”بتاتا ہوں! لیکن تم یہ بات اپنی ہی ذات تک محدود رکھو گی۔“ عمران نے کہا اور بھوتنی والی کہانی دہرا کر بولا۔ ”اس طرح تم نے لّلی ہاروے کو ہمارے ساتھ دیکھا تھا۔ وہ ہم سے پہلے ہی جنگل میں پہنچائی جا چکی تھی۔“

”لیکن تم نے اس وقت تو مجھے جھٹلا دیا تھا۔“ اُم بنی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”نہ بتانا چاہتا تو اب بھی نہ بتاتا۔ اُس وقت مناسب نہیں سمجھا تھا۔“

”آپ خواہ مخواہ ان چکروں میں پڑتے ہیں۔“ ظفر الملک نے کہا۔ ”لوئیسا والے اسٹیمر سے رابطہ کیوں نہیں قائم کرتے۔“

اس نے عمران کو اردو میں مخاطب کیا تھا۔

”جب تک خود کو بے بس نہ سمجھ لوں گا، ہرگز ایسا نہیں کروں گا۔“ عمران نے بھی اردو میں ہی جواب دیا۔ ”ان سے الگ رہ کر میں اپنے طور پر کام کروں گا۔ کم از کم ان لوگوں کی دخل اندازی مجھے پسند نہ آئے گی۔ فراگ کی اور بات ہے اس سے مذاق کا رشتہ ہو گیا ہے۔“

”مذاق کا رشتہ....؟“ جیمسن نے حیرت سے کہا۔

”ہاں۔ اپنی محبوبہ کو مجھے بخش کر برادر نسبتی بن گیا ہے۔“

”فرنچ میں یہی بات کہہ دیجئے تو مزا آ جائے گا۔“

”ختم کرو یہ قصہ۔ لانچ کو کسی محفوظ مقام پر لے جانا ہے۔“ عمران نے کہا، اور کیپٹن کے کیبن کی طرف بڑھ گیا۔

”تم لوگ اپنی زبان میں کیا باتیں کر رہے تھے؟ اُم بنی نے ظفر سے پوچھا۔

”یہی کہ تم بے حد خوبصورت ہو۔“ جیمسن بول پڑا۔

”ریچھوں کی زبانی اپنے حسن کی تعریف سن کر مجھے خوشی نہیں ہوتی۔“

”حالانکہ ریچھوں کے بارے میں سنا جاتا ہے کہ....“

”تم اپنی بکواس بند نہیں کرو گے۔“ ظفر نے سخت لہجے میں کہا۔

اتنے میں لانچ کا انجن اسٹارٹ ہوا تھا اور وہ حرکت میں آ گئی تھی۔

اُم بنی اپنے کیبن کی طرف روانہ ہو گئی تھی۔ ظفر اور جیمسن عرشے پر ہی کھڑے رہے۔

دفعتاً انہوں نے ہیلی کوپٹروں کی گڑگڑاہٹ سنی۔

"میرا خیال ہے کہ استاد کا قول کرسی نشین ہوا۔" ظفر بڑبڑایا۔

"دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں عرشے پر گونجنے لگیں اور لانچ کی رفتار پہلے سے زیادہ تیز ہو گئی۔"

"پھر جزیرے کی طرف سے دھماکے سنائی دیئے۔"

"تیار ہو جاؤ۔!" انہوں نے عمران کی آواز سنی۔

لانچ اس حصے میں داخل ہو رہی تھی جہاں اس اب لنگر انداز ہونا تھا۔

"جوزف!" عمران نے اونچی آواز میں کہا۔ "میرے ساتھ صرف تم چلو گے۔"

"او کے۔ باس۔"

دھماکوں کی آوازیں برابر آ رہی تھیں۔ فراگ اور اس کے ساتھی غیر مسلح نہیں تھے۔ ان کے پاس اسٹین گنیں تھیں۔

جوزف نے بڑی پھرتی سے لباس تبدیل کیا تھا۔ اور اسٹین گن سنبھال کر تیار ہو گیا تھا۔

"تم یہاں ٹھہر کر لانچ کی حفاظت کرو گے۔" عمران نے ظفر اور جیمسن سے کہا۔

اَم بنی خاموش کھڑی تھی۔ دفعتاً عمران کے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولی۔ "کیا تمہارا جانا ضروری ہے۔"

عمران نے اس کا ہاتھ جھٹک کر ساحل پر چھلانگ لگا دی۔ اس کے پیچھے جوزف بھی کودا تھا۔

"لیکن باس ادھر کے راستے سے ہم واقف نہیں ہیں۔" اس نے کہا۔

"کنارے کنارے اسی طرف دوڑ چلو۔ جہاں لانچ پہلے کھڑی تھی۔" عمران بولا۔

◆

عمران اور اس کے ساتھیوں کے رخصت ہو جانے کے بعد فراگ باہر نکلا تھا۔ گیٹار اور بونگو کے نغمے فضا میں گونجنے لگے تھے۔ للّی ہاروے رقص کر رہی تھی اور وہ سب حلق پھاڑ پھاڑ کر گا رہے تھے۔ اس سے پہلے اچھی خاصی شراب نوشی بھی ہوئی تھی۔

پالی موگا کو فراگ نے اشارے سے اپنے پاس بلا لیا۔

"کیا تم بالکل تنہا تھے۔" اس نے اس سے سوال کیا۔

"جج.... جی ہاں"

"متعلقین میں کوئی بھی نہیں۔"

"بیوی پچھلے سال فوت ہو گئی تھی۔ ہم لاولد تھے۔"

"اب تم مکارو میں قدم نہیں رکھ سکو گے.... کیوں؟"

"ظاہر ہے جناب۔"

"لیکن اس صورت میں کیا ہو گا اگر تم پچاس ہزار ڈالر کے انعام کے مستحق ہو جاؤ۔"

"ساکاوا کے ہاتھوں مرنا قبول۔ لیکن اس کے انعام کا تصور بھی میرے لیے توہین کا باعث ہو گا۔"

"متلون مزاجی میں تم موکارو والے اپنا جواب نہیں رکھتے۔"

بات یہیں تک پہنچی تھی کہ وہ دونوں ہی چونک پڑے۔

"ہیلی.... کوپٹر...." پالی موگا ہکلایا۔

ہیلی کوپٹروں کے انجن چنگھاڑتے ہوئے فضا کے سکون کو درہم برہم کر رہے تھے۔

فراگ نے دونوں ہاتھ ہلا کر اپنے آدمیوں کو کچھ اشارہ کیا اور وہ دوڑتے ہوئے بائیں جانب والی جھاڑیوں میں گھسنے لگے پھر فراگ اور پالی موگا بھی ان میں شامل ہو گئے۔ دو ہیلی کوپٹر اس میدان تک پہنچے جہاں انہوں نے الاؤ روشن کئے تھے۔ انہوں نے میدان کا ایک چکر لگایا اور ان پر دستی بم پھینکے جانے لگے۔ یہ بم چاروں طرف کی جھاڑیوں میں گر رہے تھے۔

فراگ بے تحاشہ دوڑا جا رہا تھا۔ اندھیرے میں جس کے جدھر سینگ سمائے بھاگ نکلا۔

دفعتاً ہیلی کوپٹروں کی زیریں سرچ لائٹیں بھی روشن ہو گئیں اور اب وہ جنگل پر پرواز کر رہے تھے۔

فراگ پھر میدان کی طرف مڑا۔ وہ کسی جنگلی جانور ہی کی طرح جھاڑیوں میں دبکتا ہوا راستہ طے کر رہا تھا۔ اس کی بھاری جسامت کو مدنظر رکھتے ہوئے توقع نہیں کی جا سکتی تھی کہ وہ اتنا پھرتیلا ثابت ہو گا۔ اسٹین گن اس کے شانے سے لٹکی ہوئی تھی۔ وہ چاہتا تو ہیلی کوپٹروں کی سرچ لائٹیں تو بیکار ہو جاتیں لیکن اس نے فائرنگ نہیں کی تھی۔

ہیلی کاپٹروں سے اب بم نہیں پھینکے جا رہے تھے۔ شاید اسٹاک ختم ہو گیا تھا۔ جنگلوں میں کئی

جگہ آگ لگ گئی تھی۔ فراگ میدان کے قریب پہنچ کر جھاڑیوں میں دبک گیا۔ جنگل میں لگی ہوئی آگ کا دھواں آہستہ آہستہ جزیرے پر مسلط ہوتا جا رہا تھا۔

فراگ کے ساتھی تتر بتر ہو چکے تھے۔ پالی موگا اور للّی ہاروے کا بھی کہیں پتا نہ تھا۔ ہیلی کوپٹر جنگل سے نکل کر پھر اس چھوٹے سے میدان کے گرد چکر لگانے لگے۔ لیکن یہاں سناٹا تھا۔ شاید وہ لوگ اپنی کارکردگی کا جائزہ لینا چاہتے تھے۔

فراگ انہیں خونخوار نظروں سے گھور رہا تھا۔ وہ ان روشنیوں کی زد سے باہر تھا۔

میدان کے دو تین چکر لگانے کے بعد مغرب کی طرف اڑتے چلے گئے اور پھر اتھاہ سناٹا طاری ہو گیا۔ ان کی آوازیں بہت دور سے آ رہی تھیں۔

فراگ جھاڑیوں میں دبکا ہوا ہانپتا رہا۔ دفعتاً بائیں جانب سے آواز آئی۔ ”ارے کوئی زندہ بھی ہے.... یا سب مر گئے؟“

فراگ نے آواز پہچان لی۔ عمران کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ جھاڑیوں سے نکل آیا۔

عمران اور جوزف لپکتے ہوئے اس کے قریب پہنچے تھے۔

”آپ خیریت سے ہیں نا۔“ عمران نے پوچھا۔

فراگ کچھ نہ بولا۔ عمران کے شانے پر ہاتھ رکھے خاموش کھڑا رہا۔

”وہ پھر پلٹیں گے یور آنر.... اس لیے جلدی کیجئے۔“

”میں ان کے پلٹنے کا ہی منتظر ہوں.... آؤ.... ادھر آ جاؤ جھاڑیوں میں۔“

عمران اور جوزف نے چپ چاپ تعمیل کی۔

”تمہارے اندازے صد فیصد درست ہوتے ہیں۔“ فراگ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ ”لیکن وہ اب کیوں واپس آئیں گے؟“

”اپنی کارکردگی کا انجام دیکھنے اور اپنے جو تین مسلح آدمی اتار گئے تھے انہیں واپس لے جانے کے لیے آئیں گے۔“

”تین آدمی....؟“ فراگ اچھل پڑا۔

”وہ ادھر کی جھاڑیوں میں منتظر ہیں کہ کب میدان صاف دیکھ کر آپ کے بچے کھچے آدمی ادھر آئیں اور وہ انہیں بھون کر رکھ دیں۔“

”اوہ....!“ فراگ نے آگے بڑھنا چاہا۔

”ٹھہریئے.... آپ کہاں چلے.... انہیں آرام کرنے دیجئے۔“

”کیا مطلب....؟“ فراگ پلٹ کر غرایا۔

”اب میں اتنا الو بھی نہیں ہوں کہ انہیں آرام سے سلائے بغیر ادھر چلا آتا۔“

”اوہ.... شاباش.... بہت اچھے۔“

”ان کی بے ہوشی دو گھنٹے سے پہلے ختم نہیں ہو سکتی۔“

”یہ تم نے اچھا کیا کہ انہیں ختم نہیں کیا۔ واقعی دانشمند ہو۔“

”آپ کے دوسرے خادم کہاں ہیں؟“

”جو بچ گئے ہوں گے.... میرے اشارے کے منتظر ہوں گے۔ اگر اشارہ نہ ملا تو کل صبح میری لاش ڈھونڈنے نکلیں گے۔“

”آپ نے انہیں بہت عمدہ ٹریننگ دی ہے۔“

”ارے وہ....!“ فراگ چونک پڑا۔ ”لانچ تو محفوظ ہے نا۔“

”مطمئن رہیئے.... وہ کھلے میں نہیں ہے۔ اسے تلاش کرنے کے لیئے انہیں زمین پر اترنا پڑے گا۔“

”میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تمہارے لیے کیا کروں۔“ فراگ پرمسرت لہجے میں بولا۔

”اَم بِنی واپس لے لیجئے۔“

فراگ ہنس پڑا۔ اور بولا۔ ”فولادی اعصاب کے مالک ہو۔ ایسے حالات میں بھی مزاح کی حس جاگتی رہتی ہے۔“

”آپ پھر مذاق میں ٹال رہے ہیں جب سے وہ مجھے بخشی گئی ہے ایسا لگتا ہے جیسے میرے دُم نکل آئی ہے۔“

فراگ کا قہقہہ اس بار خاصا بلند آہنگ تھا۔ عمران نے جوزف سے عربی میں کہا۔ ”تم انہی تینوں کے پاس جاؤ۔ کہیں ان میں سے کسی کو سانپ نہ ڈس لے۔“

”بہت اچھا باس۔“ جوزف جھکا ہی جھکا تیزی سے آگے بڑھا اور نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

”یہ کس زبان میں گفتگو ہوئی تھی۔“ فراگ نے پوچھا۔

”اسپینی میں.... پرنس نے فرانسیسی نہ بولنے کی قسم کھا رکھی ہے انگریزی یا اسپینی میں گفتگو کرتے ہیں۔“

”تم اسے کیوں ساتھ لائے ہو۔“

”اوہ.... شاید آپ کو علم نہیں کہ پرنس گوریلا جنگ کے ماہر ہیں۔ اس وقت فرق مراتب اٹھ گیا ہے۔ ہم دونوں صرف سپاہی ہیں۔ میں نے انہیں تینوں کے پاس بھیجا ہے کہ سانپ سے نہ ڈسے جائیں۔“

”میں تمہاری صلاحیتوں سے مرعوب ہو چلا ہوں۔ نوجوان آدمی۔“

”شکریہ یور آنر۔“

قریباً بیس پچیس منٹ بعد پھر ہیلی کوپٹروں کی آواز سنائی دی۔ اور ایک ہیلی کوپٹر سرچ لائٹ ڈالتا ہوا میدان پر چکر لگانے لگا۔ اس کے بعد دوبارہ مغرب کی طرف پرواز کر گیا۔

”میرا خیال ہے کہ اشارہ ملے بغیر وہ نیچے نہیں اترے گا۔“ عمران آہستہ سے بولا۔

”کیسا اشارہ....؟“

”ہو سکتا ہے کہ ان تینوں کی طرف سے کوئی اشارہ ملنے کے بعد ہی لینڈ کرنے کی ٹھہری ہو۔“

”تم ٹھیک کہتے ہو۔ صرف چکر لگا کر واپس چلے جانے کا یہی مطلب ہو سکتا ہے۔“

”ان کی طرف سے اشارہ تو ملنے سے رہا۔“

”ظاہر ہے۔“

”تو پھر قوت ضائع کرنے سے کیا فائدہ؟“ عمران نے کہا۔ ”اپنے بچے کھچے آدمیوں کو اکٹھا کیجئے اور لانچ پر واپس چلئے۔ ان تینوں کو قیدی بنا کر رکھیں گے۔ آہا۔ للّی ہاروے بھی تو ساتھ تھی۔ پتا نہیں بے چاری کس حال میں ہو گی۔“

فراگ کچھ نہ بولا۔ اس نے جیب سے ایک سیٹی نکالی اور اسے ہونٹوں میں دبا کر کسی مخصوص انداز میں بجانے لگا۔ ریلوے اسٹیم انجن کی سی تیز آواز والی سیٹی تھی۔ اس کی آواز یقیناً دور تک پھیلی ہو گی۔ دو تین بار اس نے سیٹی پر اشارے دیئے تھے اور پھر عمران سے بولا تھا۔ ”وہ سب وہیں پہنچ جائیں گے جہاں پہلے لانچ لنگر انداز ہوئی تھی۔“

عمران فراگ کو اس جگہ لایا جہاں جوزف بے ہوش آدمیوں کی نگرانی کر رہا تھا۔ فراگ نے

ٹارچ نکال کر ان کے چہروں پر روشنی ڈالی۔

”اوہ.... سبز ٹوپیوں والے فوجی.... یہ تینوں جاپانی ہیں۔“ اس نے کہا۔

”ہاں ہیں تو جاپانی۔“

”یہ ساکاوا کا مخصوص دستہ ہے۔ موکارو کی اصل فوج سے اس کا تعلق نہیں لیکن تم نے انہیں بے ہوش کیسے کیا۔“

”پھر کسی وقت اطمینان سے بتاؤں گا۔ فی الحال لانچ تک پہنچنے کی سوچئے۔“

پھر انہوں نے ایک ایک کو کاندھوں پر اٹھایا تھا اور ساحل کی طرف چل پڑے تھے۔

ساحل پر پہنچنے والے لوگوں میں تین کم تھے۔ دو فراگ کے آدمی تھے اور تیسرا اپالی موگا۔ بے ہوش للّی ہاروے کو فراگ کا ایک آدمی کاندھے پر اٹھا کر لایا تھا۔

”ہیلی کوپٹر کی واپسی سے قبل ہمیں لانچ تک پہنچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔“ عمران نے فراگ کو مخاطب کیا۔ ”ہو سکتا ہے اس بار بھی اپنے ساتھیوں کی طرف سے اشارہ نہ ملنے پر وہ اس ساحل کا چکر بھی لگائیں۔“

فراگ نے اس تجویز سے اختلاف نہیں کیا تھا۔ وہ لانچ کی طرف چل پڑے بے ہوش آدمی اب فراگ کے ساتھیوں کے کاندھوں پر تھے۔

”پتا نہیں ان تینوں کا کیا حشر ہوا۔“ عمران بڑبڑایا۔

”زندہ بھی ہوں گے تو جزیرے میں بھوکے مر جائیں گے۔“ فراگ لاپرواہی سے بولا۔

عمران کو جواب کا یہ انداز پسند نہیں آیا تھا۔ لیکن وہ خاموش رہا۔ لانچ تک پہنچنے میں آدھے گھنٹے سے کم وقت صرف نہیں ہوا تھا۔ زخمی ساتھیوں کی وجہ سے وہ زیادہ تیز نہیں چل سکے تھے۔

”اور اب میرا مخلصانہ مشورہ ہے کہ لانچ کو کھلے سمندر میں نکال لے چلئے۔“ عمران نے فراگ سے کہا۔

”میں خود بھی یہی سوچ رہا تھا اور اب میں کھل کر اعلان جنگ کروں گا۔“

”میں نہیں سمجھا۔“

”ان کشتیوں کو غرق کروں گا جو چٹانی ساحل کی نگرانی کر رہی ہیں۔“ فراگ نے غصیلے لہجے میں کہا۔ ”ہو سکتا ہے تم اسے بھی حماقت سمجھو لیکن میں مجبور ہوں۔“

"نہیں! میں آپ کو اس سے باز رکھنے کی کوشش نہیں کروں گا۔" عمران پر تفکر لہجے میں بولا۔

لانچ کا لنگر اٹھا دیا گیا' لیکن فراگ کی ہدایت کے مطابق ساری روشنیاں بجھا دی گئی تھیں۔ ذرا ہی دیر بعد انہوں نے پھر ہیلی کوپٹر کی آواز سنی۔

"کاش وہ ادھر بھی آ نکلے۔" فراگ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"ایک ہی بم لانچ کو تباہ کر دے گا۔" عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"اس سے پہلے ہی اس کے ٹکڑے اڑ جائیں گے۔ یہ کنگ چانگ کے نائب کی لانچ ہے۔ اس کی جنگی صلاحیت کا ایک مظاہرہ تم دیکھ ہی چکے ہو۔ میں ہنگامہ نہیں چاہتا تھا لیکن اب مجھے اس پر مجبور کر دیا گیا ہے۔"

"وہ کس طرح یور آنر؟"

"یہ جزیرہ ہمیشہ سے ہماری سرگرمیوں کا مرکز رہا ہے لیکن موکارو کی حکومت نے کبھی اس میں مداخلت نہیں کی۔ اب ہم پر حملہ ہوا ہے تو ہم بھی دیکھیں گے۔ دو گھنٹے کے اندر اندر میرے قذاقوں کی کشتیاں چٹانی ساحل کے قریب پہنچ سکتی ہیں۔"

"اوہو.... تو باقاعدہ جنگ...."

"ہاں.... اور تم مجھے اس سے باز نہیں رکھ سکتے۔"

"اب تو میں بھی یہی چاہتا ہوں یور آنر۔"

"یہ سب کچھ بھوتنی کی وجہ سے ہوا ہے۔"

"میری تفریحات ایسی ہی ہوتی ہیں۔ تم اس کی فکر نہ کرو۔"

"بہت بہتر یور آنر!"

"اپنے کیبن میں جاؤ.... تینوں قیدی وہیں ہیں۔ ان سے جو معلومات حاصل کرنا چاہتے ہو کرو۔ یہ اسی دستے سے تعلق رکھتے ہیں جو موکارو کے ممنوعہ علاقے میں متعین ہے۔"

"بہت بہت شکریہ! یور آنر۔"

"اگر وہ زبان کھولنے پر آمادہ نہ ہوں تو مجھے مطلع کر دینا۔ آہا مگر تم نے یہ تو بتایا ہی نہیں کہ وہ بیہوش کیسے ہوئے تھے۔"

"زبانی بتانے کی چیز نہیں ہے۔ مظاہرہ کر سکتا ہوں۔ اگر آپ کے پاس کوئی فالتو آدمی ہو تو

میرے حوالے کیجئے۔"

"اچھا پھر سہی.... اس وقت کوئی نیا بکھیڑا نہیں کرنا چاہتا۔"

عمران اپنے کیبن میں آیا۔ لانچ کی بیرونی روشنیاں بجھا دی گئی تھیں اور کیبن کی روشنی کیبن تک ہی محدود تھی۔ تینوں بے ہوش جاپانی فرش پر پڑے ہوئے تھے۔ اور جوزف ان کے قریب ہی اسٹول پر بیٹھا انہیں گھورے جا رہا تھا۔ بوتل اس کے ہاتھ میں تھی۔

"کیا ان کے حلق میں بھی ٹپکانے کا ارادہ ہے۔" عمران اسے گھورتا ہوا بولا۔

جوزف نے دانت نکال دیئے۔ پھر بولا۔ "شاید یہ جاپانی ہیں۔ پتا نہیں کس زبان میں گفتگو کریں۔ تمہیں جاپانی تو آتی نہیں باس۔"

"ہوش آنے سے پہلے ہی ان کے ہاتھ پیر باندھ دو۔" عمران نے کہا۔ وہ کسی گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد عمران پھر فراگ کے کیبن کے دروازے پر دستک دیتا ہوا نظر آیا۔ جزیرے کی طرف سے ہیلی کوپٹر کی آواز اب بھی آ رہی تھی۔

"کون ہے؟" اندر سے فراگ کی غراہٹ سنائی دی۔

عمران نے نام بتایا تھا اور دروازہ کھل گیا تھا۔

"کیا بات ہے؟"

"وہ ہوش میں آ گئے ہیں۔ لیکن شاید جاپانی کے علاوہ اور کوئی زبان نہیں سمجھ سکتے۔" عمران نے کہا۔

"تب پھر ہمارے لیے بیکار ہیں۔ گولی مار کر پانی میں پھینک دو۔"

"جوڈو کیوں نہ سیکھوں ان سے۔" عمران نے تجویز پیش کی۔

"تمہارا دماغ تو نہیں چل گیا۔"

"دراصل خواہ مخواہ مار ڈالنا میری عادت میں داخل نہیں ہے۔ مارنا ہوتا تو پہلے ہی مار ڈالتا۔ بیہوش کر کے باربرداری کیوں کرتا۔"

"انہیں موقع ملتا تو تمہیں مار ڈالتے۔!"

"اس سلسلے میں میرے اپنے اصول ہیں۔" عمران نے سرد لہجے میں کہا۔ "میں صرف اسے مار سکتا ہوں جو مجھ پر حملہ کرے۔"

”یہ تو کھلی ہوئی شرافت ہے۔ میں شریف آدمیوں کو پسند نہیں کرتا۔“

”ہم جیسوں کو پسند ہی کر لیا کیجئے۔ کار آمد ثابت ہوتے ہیں۔ اب پھر آپ کو آگاہ کرتا ہوں کہ ان تینوں کی بازیابی نہ ہو سکنے کے بعد وہ اس طرف کشتیاں بھی روانہ کریں گے۔“

”میں خود یہی سوچ رہا تھا عمران۔ تمہارے اظہار خیال سے تقویت پہنچی ہے۔ میرے نظریئے کو۔ لہٰذا ہمیں بحری جنگ کے لیے تیار ہو جانا چاہئے۔ ویسے ہم خود ہی چٹانی ساحل کی طرف بڑھ رہے ہیں۔“

”چٹانی ساحل کی طرف بڑھنے کا مطلب ہی بحری جنگ ہے اب اس میں خصوصیت سے تیار ہو جانے کا کیا سوال ہے۔“

”کیا تم خائف ہو؟“

”میرے بعد میرے ساتھیوں کا خیال رکھئے گا۔“

”کیا مطلب؟ تم کیا کہنا چاہتے ہو۔“

”جنگ شروع ہو جانے کے بعد پاگل ہو جاتا ہوں مجھے ہوش نہیں رہتا کہ توپ کے دہانے میں گھسا جا رہا ہوں یا بندوق کی نال سے خلال کر رہا ہوں۔“

”بھاگ جاؤ.... “فراگ ہنس کر بولا۔ ”اپنے ساتھیوں کو صورت حال سے آگاہ کر دو۔“

◆

جیمسن، ظفر اور جوزف عمران کے چہرے پر نظریں جمائے ہوئے بغور سن رہے تھے وہ کہہ رہا تھا۔ ”مجھے اس سے غرض نہیں کہ موکارو میں کیا ہو رہا ہے نہ میں فرانس کے لیے یہ خطرہ مول لے رہا ہوں مجھے اپنے ملک کے دونوں سائنسدانوں کی تلاش کا کام سونپا گیا ہے لہٰذا میں یہ کام اپنے طور پر کرنا چاہتا ہوں۔ تنہا جاؤں گا اور تم میرے پیغام کا انتظار کرو گے۔“

اس نے ظفر کی طرف اشارہ کیا تھا۔ چند لمحے خاموش رہ کر پھر بولا۔ ”لوئیسا والے اسٹیمر سے میں نے رابطہ قائم کر رکھا ہے وہ اس کشتی سے بیس میل کے فاصلے پر ہے شروع ہی سے اس نے یہ فاصلہ برقرار رکھا ہے اگر اس لانچ پر کوئی مصیبت نازل ہو تو تم ٹرانسمیٹر سے لوئیسا سے رابطہ قائم کر کے مدد طلب کر سکو گے۔“

”لیکن باس میں تمہیں تنہا نہیں جانے دوں گا۔“ جوزف جھنجھلا کر بولا۔ اس کے تیور صاف بتا رہے تھے کہ جو کچھ کہہ رہا ہے کر گزرے گا۔

”میں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ تمہیں غوطہ خوری کا کوئی تجربہ نہیں۔“

”تم کیا جانو کہ نہیں ہے.... باس.... تم زمین پر رہتے ہو پانی میں نہیں کہ تمہیں میری غوطہ خوری کا تجربہ ہوتا۔“

”چل یہ بھی مان لیتا ہوں لیکن تیری لیے چھ بوتلیں کہاں سے مہیا کروں گا۔“

”تم نے مجھے پیدا نہیں کیا ہے باس۔ جس نے پیدا کیا ہے وہی بوتلیں بھی بھجوائے گا۔ تم فکر نہ کرو۔ اگر تم سے شکوہ کروں تو گولی مار دینا۔ رہی غوطہ خوری کی بات تو تم مجھے پانی ہی کی پیداوار سمجھو! میں نے جس دیس میں جنم لیا ہے وہ.... خوفناک جنگلوں اور پر خطر دریاؤں سے اٹا پڑا ہے۔ تم لوگوں کی غوطہ خوری تو میرے نزدیک اچھی خاصی عیاشی ہے۔ ایسا لباس پہنتے ہو کہ پانی کی شوریت کا تمہارے جسموں پر کوئی اثر نہیں ہوتا اور سانس لینے کے لیے گیس کے سلنڈر ہوتے ہیں ایسی آسانیاں فراہم ہوں تو مجھ جیسا آدمی پوری زندگی سمندر کی تہہ میں گزار دے۔“

”ہائیں.... ہائیں.... مجھے مرعوب کر رہا ہے.... نالائق....!“

”میں غلط نہیں کہہ رہا باس، تم دیکھ ہی لو گے وقت آنے پر۔“

اس کے خاموش ہوتے ہیں جیمسن بولا۔ ”اس مینڈک کے ساتھ رہنے کو میں اس پر ترجیح دوں گا کہ سمندری مچھلیوں کی غذا بن جاؤں۔“

”اچھا.... آپ کو بھی زکام ہوا۔“

”یہ ٹھیک کہہ رہا ہے۔“ ظفر بولا۔ ”فراگ جیسے متلون مزاج آدمی پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔“

”سنو! تمہیں مجھ سے زیادہ آدمیوں کی پہچان نہیں ہے وہ حتی الامکان تمہارا خیال رکھے گا۔“

وہ مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ کسی نے کیبن کے دروازے پر دستک دی۔ جیمسن نے اٹھ کر دروازہ کھولا اور اُم بنی کیبن میں داخل ہوئی۔

”خبردار اسے کچھ نہ معلوم ہونے پائے۔“ عمران نے اردو میں کہا۔

”کیا گالی دی ہے مجھے!“ وہ تنک کر بولی۔

”عورتوں سے گالیاں کھانے کا عادی ہوں۔ دی نہیں آج تک کسی کو۔ ویسے تم اس وقت

یہاں کیوں آئی ہو۔"

"تمہیں تلاش کرتی پھر رہی تھی۔ چلو اپنے کیبن میں۔"

"کوئی خاص بات ہے؟"

"بہت خاص.... اٹھو!"

"وہ انہیں آنکھ مارتا ہوا ام بنی کے ساتھ کیبن سے نکل آیا۔

"یہ لانچ پھر اسی طرف جا رہی ہے جہاں موکارو کی جنگی کشتیاں گشت کر رہی ہیں۔" ام بنی نے رازدارانہ لہجے میں کہا۔

"بہت پرانی اطلاع ہے۔"

"یہ خودکشی کے مترادف ہوگا۔ ابھی تم ان کی ایک دیوانگی دیکھ ہی چکے ہو۔ تین آدمی خواہ مخواہ ضائع کرا دیئے۔"

"دوسرے کیوں باقی بچیں۔ اس زندگی میں رکھا ہی کیا ہے۔"

"میں تو زندہ رہنا چاہتی ہوں۔"

"ضرور رہو.... تمہیں کس نے منع کیا ہے۔"

"تم سچ مچ درندے ہو۔"

"جاؤ.... اپنے کیبن میں جاؤ" عمران نے نرم لہجے میں کہا۔ "میری زندگی کا مقصد عورتوں کے میٹھے بول سننا نہیں ہے۔ زبردستی گلے پڑ جاتی ہیں۔"

"اچھی بات ہے۔" وہ غصیلے لہجے میں بولی۔ "اب میں تمہیں اپنی شکل نہ دکھاؤں گی۔"

"تمہاری شکل دیکھ کر میرا بنک بیلنس نہیں بڑھ جاتا۔"

"کمینے.... ذلیل.... جہنم میں جاؤ۔"

وہ بلبلاتی ہوئی اپنے کیبن کی طرف چلی گئی۔

"آپ نے اچھا کیا یور میجسٹی۔" اس نے پشت پر جیمسن کی آواز سنی۔

"چھپ چھپ کر باتیں سنتے ہو۔" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"پیشہ ہی یہی ہے جناب عالی۔"

عمران پھر ظفر کے کیبن میں واپس آ گیا اور جوزف سے بولا۔ "اچھی بات ہے تم میرے ساتھ چلو گے لیکن گیس سلنڈر کے علاوہ بھی تمہیں کچھ وزن اٹھانا پڑے گا۔"

"پہاڑ رکھ دو مجھ پر باس۔" جوزف کی باچھیں کھل گئیں۔

دفعتاً لانچ پر ہلچل سی مچ گئی۔ عرشے سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں آ رہی تھیں۔

"تم سب میرے کیبن میں چلو۔" عمران نے جوزف سے کہا اور ان دونوں سے بولا جب ہم غائب ہو جائیں تو فراگ کو اطلاع دے دینا۔ لیکن اس پر یہ نہ ظاہر ہونے پائے کہ تمہیں میری سکیم کا علم پہلے سے تھا۔ بس یہ کہہ دینا کہ تم نے ہم دونوں کو لانچ سے چھلانگ لگاتے دیکھا تھا۔"

"اس قسم کی جدائی مجھ سے برداشت نہ ہو سکے گی۔" جیمسن نے کہا۔

"جوگی بن جانا میرے فراق میں۔" عمران کہتا ہوا کیبن سے نکل آیا۔

اور پھر انہیں معلوم ہوا کہ دو کشتیاں لانچ کا تعاقب کر رہی ہیں اور ان کی طرف سے وارننگ مل رہی ہے۔

"چلو!" عمران جوزف کا ہاتھ پکڑ کر اپنے کیبن میں گھسیٹ لے گیا۔

پھر فائرنگ کی آوازیں آنے لگیں۔ لانچ کی رفتار تیز ہو گئی تھی۔ یکایک ایک زوردار جھٹکا لگا لیکن اس کے بعد بھی رفتار میں کوئی فرق نہ آیا فائرنگ کے بعد ہی عرشہ ویران ہو گیا تھا۔ ظفر اور جیمسن کو پہلے ہی ہدایت کر دی گئی تھی کہ جنگ شروع ہوتے ہی وہ اپنے کیبنوں تک محدود رہیں۔ عرشے پر آنے کی ضرورت نہیں۔ خود فراگ نے انٹرکام پر ان سے خطاب کیا تھا۔

"عجیب جنگ ہے۔" جیمسن بڑبڑایا۔

"یہ لانچ حیرت انگیز ہے۔" ظفر بولا۔ "میرا خیال ہے کہ تعاقب کرنے والی کشتیوں میں سے کوئی الٹ گئی ہے یہ جھٹکا شاید تارپیڈو چلانے کی وجہ سے لگا تھا۔"

دفعتاً پھر ویسا ہی جھٹکا اور فائروں کی آوازیں معدوم ہو گئیں۔

"شاید ایک اور غارت ہوئی۔" جیمسن بولا۔

پھر سناٹا چھا گیا۔

"پتہ نہیں ان حضرت نے کیا گل کھلایا۔" ظفر نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"مجھے تو واپسی ناممکن ہی نظر آتی ہے۔"

لانچ کی رفتار پھر معمول پر آ گئی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ تھوڑی دیر

بعد کسی نے کیبن کے دروازے پر دستک دی۔

"کون ہے؟" جیمسن بولا۔

"دروازہ کھولو....!" فراگ کی غراہٹ سنائی دی جیمسن نے جھپٹ کر دروازہ کھولا تھا۔

"کیا عمران یہاں ہے؟" فراگ نے پوچھا۔

"نہیں یور آنر....!" جیمسن بولا۔ "وہ دونوں تو دیر ہوئی غوطہ لگا چکے ہیں، میں نے خود انہیں ایسا کرتے دیکھا تھا۔"

"کب....؟" فراگ نے مضطربانہ انداز میں پوچھا۔

"جب یہ کشتیاں حملہ آور ہوئیں تھیں۔"

فراگ نے طویل سانس لی۔ اس کے چہرے پر سراسیمگی کے آثار دیکھے جا سکتے تھے۔

"ضدی اور بیہودہ۔" اس نے بالآخر غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوہ.... تو کیا! انہوں نے آپ کے حکم کے خلاف یہ قدم اٹھایا ہے۔" ظفر نے حیرت سے پوچھا۔

"قطعی۔ میں نے اسے باز رکھنے کی کوشش کی تھی یہ بہت برا ہوا۔ اور وہ منحوس پرنس کیا وہ بہت زیادہ نشے میں تھا۔"

"نہیں یور آنر۔ میں نے ایسی کوئی بات محسوس نہیں کی تھی۔"

"ہم اس ساحل کے قریب سے گذرے تھے۔" فراگ نے کمزور سی آواز میں کہا۔ "اور ان کشتیوں نے ہم پر فائرنگ شروع کر دی تھی دو ہی تھیں، دونوں غرق ہو گئیں۔ لیکن اب مجھے اس ساحل کے آس پاس ہی رہنا پڑے گا اور ہاں دیکھو تم دونوں اب میری ذمہ داری ہو۔ میرے علم میں لائے بغیر تم بھی کوئی ایسی ہی حرکت نہ کر بیٹھنا۔"

"ہم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ یور آنر۔"

"اس نے مجھ سے کہا تھا کہ تم دونوں کا خاص طور پر خیال رکھوں۔" فراگ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "میں سمجھا شاید مذاق کر رہا ہے۔"

اتنے میں اَم بنی بھی آ پہنچی۔

"وہ دونوں پانی میں کود گئے۔" فراگ نے اسے اطلاع دی۔

"کون دونوں؟"

"عمران اور پرنس۔!"

"نہیں۔" وہ ہذیانی انداز میں چیخی۔

"صبر کرو۔" فراگ اس کا شانہ تھپکتا ہوا نرم لہجے میں بولا۔ "تم سچ مچ میری وفادار ہو۔ جسے میں نے بخش دیا اسی کی ہو گئیں۔ یہ بہت بڑی بات ہے۔ میں دل سے تمہاری قدر کرتا ہوں۔"

جیمسن نے معنی خیز نظروں سے ظفر کی طرف دیکھا۔

فراگ اَم بنی سے کہہ رہا تھا۔ "میں اب یہ ساحل نہیں چھوڑ سکتا۔ اس کے آس پاس ہی رہوں گا۔ خواہ کچھ ہو جائے تم مطمئن رہو۔"

پھر وہ اسے سہارا دے کر کیبن سے نکال لے گیا تھا۔

"عجیب چیز ہے یہ مینڈک بھی۔ اپنی محبوبہ دوسرے کے حوالے کر کے اس کے جذبہ محبت کی تعریف کر رہا ہے۔"

ظفر کچھ نہ بولا۔ اسے یقین نہیں تھا کہ عمران سچ مچ ایسا کوئی قدم اٹھائے گا۔ وہ کھلی ہوئی خود کشی تھی۔ لیکن اسے باز رکھنا کس کے بس کا روگ تھا۔

تھوڑی دیر بعد انٹر کام سے فراگ کی آواز آئی وہ انہیں اپنے کیبن میں طلب کر رہا تھا۔

◆

وہ گہرائیوں میں اترتے چلے گئے تھے۔ عمران کے گرد اتنی روشنی تھی کہ جوزف اس پر نظر جمائے رکھنے پر قادر تھا۔ معمولی جسامت کی مچھلیاں ان کے قریب سے گزر رہی تھیں اور ابھی تک کسی خطرناک قسم کے آبی جانور کا سامنا نہیں ہو تھا۔ عمران تھوڑی تھوڑی دیر بعد مڑ کر جوزف کو دیکھ لیتا۔

جوزف نے گیس سلنڈر کے علاوہ عمران کے سامان کا واٹر پروف تھیلا بھی پشت پر باندھ رکھا تھا۔ ایک تھیلا عمران کے ساتھ بھی تھا لیکن وہ جوزف والے تھیلے کی طرح وزنی نہیں تھا۔ جوزف تو دونوں تھیلے اپنی ہی کمر سے باندھنے پر مصر تھا لیکن پھر یہ طے پایا تھا کہ وزنی تھیلا وہ سنبھالے اور ہلکا عمران۔

ساحل تک پہنچنے میں پندرہ یا بیس منٹ صرف ہوئے تھے چٹانیں خاصی گہرائی تک اترتی چلی

گئی تھیں۔ لیکن وہ شگاف کہاں تلاش کیا جائے۔ کسی خاص جگہ کی نشاندہی موجود نہیں تھی۔ یہ چٹانیں پانی کے اندر بھی دیوار ہی کی طرح سیدھی چل گئی تھیں اور ان پر کائی کی اتنی پھسلن تھی کہ کسی جگہ ہاتھ جمانا بھی مشکل تھا۔

ایک جگہ بہت بڑا سمندری سانپ دکھائی دیا جو ایک پتلی سی دراڑ سے برآمد ہو رہا تھا۔ لیکن زیرولینڈ والا آبی حربہ آڑے آیا۔ اس سے سانپ کے چیتھڑے پانی میں منتشر ہو گئے تھے۔

اگر جوزف کے جسم پر بھی اسی قسم کا لباس ہوتا جیسا عمران نے پہن رکھا تھا تو وہ آپس میں گفتگو بھی کر سکتے تھے کچھ دیر بعد کی جدوجہد کے بعد ایک ایسی دراڑ نظر آئی جس سے دو آدمی بیک وقت گذر سکتے تھے۔ عمران نے احتیاطاً پہلے اس میں ایک فائر کیا اور پھر اندر تیر گیا۔ جوزف نے اس کی تقلید کی۔ مگر خاصہ فاصلہ طے کرنے کے بعد اچانک مایوسی کا سامنا کرنا پڑا۔ آگے راستہ مسدود تھا۔ عمران پھر پلٹا۔ دراڑ سے باہر نکلتے ہی وہ کسی قدر تھکن محسوس کرنے لگا تھا جوزف کا جو حال ہوا ہو۔

وہ چٹانوں سے لگا ہوا بائیں جانب بڑھتا رہا۔ یا کامیابی۔ ۔ ۔ ۔ یا غرقابی۔ اس کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں تھی۔ لانچ نہ جانے کہاں پہنچی ہو۔ پانی کے اندر ٹرانسمیٹر پر بھی اس سے رابطہ قائم نہیں کیا جا سکتا تھا اور سطح پر ابھرنے کا تو تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ پتا نہیں ساحل کی نگرانی کے لیے کتنی مسلح کشتیاں موجود ہوں۔ فراگ کی بھوت والی بچکانہ حرکت نے سارا کھیل بگاڑ دیا تھا ورنہ وہ دن کی روشنی میں یہ کام سرانجام دیتا۔ اس صورت میں فراگ کم از کم اس جگہ کی نشاندہی تو کر ہی سکتا۔ جہاں اس کی کشتی ایک آہنی کنویں میں قید ہوئی تھی پھر تو وہ ناک کی سیدھ ہی میں اس شگاف کو تلاش کرنے کی کوشش کرتا اور شاید جلد ہی کامیاب بھی ہو جاتا۔ وہ ایک بار پھر جوزف کی طرف پلٹا۔ غالباً دیکھنا چاہتا تھا کہ کہیں اسے اس کی ضرورت تو نہیں۔ لیکن جوزف نے اشارہ کر کے اسے آگے بڑھتے رہنے کا اشارہ کیا۔ ایک جگہ پھر ایک شگاف نظر آیا۔ لیکن وہ بھی دھوکہ ہی ثابت ہوا۔

عمران سوچ رہا تھا کہ کہیں سچ مچ آخری وقت تو نہیں آگیا۔ اب آگے بڑھنے کی رفتار سست تھی۔

دفعتاً بیس بائیس گز کے فاصلے پر نیلے رنگ کے چمکدار لہریئے سے نظر آئے۔ اوہ۔ ۔ ۔ ۔ یہ تو روشنی ہے۔ ۔ ۔ ۔ اس نے سوچا۔ ۔ ۔ ۔ نیلی روشنی جس کی شعاعیں پانی میں لہریئے سے ڈال رہی تھیں

اور یہ روشنی چٹان ہی سے پھوٹ رہی تھی۔ وہ پھر جوزف کی طرف پلٹا اور اشارہ کیا کہ وہ اس کی ٹانگ پکڑ لے۔ اب تیراکی آسان نہیں رہی تھی۔ اس کے بازو آہستہ آہستہ چل رہے تھے۔

وہ ایک خاصا کشادہ شگاف ہی تھا جس سے روشنی کے لہریئے نکل رہے تھے۔ اس روشنی کی زد سے بچتا ہوا وہ جوزف سمیت اس شگاف کے سامنے جا پہنچا۔ روشنی کے لہریئے شگاف سے نکل کر تین چار فٹ پر معدوم ہو جاتے تھے۔ شگاف اتنا کشادہ تھا کہ اس سے ایک خاصی بڑی کشتی گزر سکتی تھی۔

عمران نے اپنے حربے سے شگاف کے اندر فائر کیا ہی تھا کہ ایسا معلوم ہوا جیسے کسی انجن سے اسٹیم خارج ہونے لگی ہو۔ روشنی کے لہریئے غائب ہو چکے تھے۔

وہ دونوں اوپر سے نیچے کی طرف شگاف کے گرد چکر لگانے لگے عمران فوری طور پر اس میں داخل نہیں ہونا چاہتا تھا۔

اسٹیم خارج ہونے کی آواز کچھ دیر بعد تھم گئی۔ اب وہ شگاف میں داخل ہو رہا تھا۔

شاید اسی شگاف کے بارے میں فراگ کے قیدی نے بتایا تھا۔ اس نے سوچا۔ اور آہستہ آہستہ آگے بڑھتا رہا۔ جوزف نے اس کی ایک ٹانگ پکڑ رکھی تھی اور دوسرے ہاتھ سے پانی کاٹتا جا رہا تھا۔ عمران کے دونوں ہاتھ چل رہے تھے۔

یہ شگاف بتدریج اوپر کی طرف اٹھتا چلا گیا تھا۔

عمران سوچ رہا تھا کہ شاید اس نیلی روشنی کا انتظام انہوں نے اپنے آدمیوں کی رہنمائی کے لیے کر رکھا تھا جسے زیرولینڈ والے حربے نے ضائع کر دیا یک بیک اس کا سر پانی کی سطح پر ابھر آیا۔ ساتھ ہی لباس سے خارج ہونے والی روشنی بھی ختم ہو گئی تھی اب چاروں طرف گہری تاریکی تھی اور وہ دونوں سطح پر تیر رہے تھے۔ جوزف نے اب بھی اس کی ٹانگ پکڑ رکھی تھی۔

پھر اچانک اس کا ہاتھ کسی پتھر سے ٹکرایا۔ دوسرے ہی لمحے میں اس نے حربہ تو ہولسٹر میں رکھا اور دونوں ہاتھوں سے اس پتھر کو ٹٹولنے لگا۔ وہ خشک تھا اور پوری طرح اس کے دونوں ہاتھوں کی گرفت میں آ گیا تھا۔ اس نے اس پر زور دے کر اوپر اٹھنا شروع کیا۔ اور پھر وہ ٹانگ اس کے آس پاس پہنچانے کی کوشش کرنے لگا جسے جوزف نے نہیں پکڑ رکھا تھا۔

شاید جوزف کو بھی اندازہ ہو گیا تھا کہ کنارہ مل گیا ہے۔ اس لیے وہ اس کے لیے آسانی فراہم

کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ پھر اس کا دوسرا ہاتھ بھی خشکی سے ٹکرایا اور اس نے عمران کی ٹانگ چھوڑ کر اپنے طور پر جدوجہد شروع کر دی۔

قریباً تین منٹ بعد وہ سخت زمین پر چت پڑے تھکے ہوئے چوپایوں کی طرح ہانپ رہے تھے۔ سر پر تاروں بھرا آسمان تھا اور رات سائیں سائیں کر رہی تھی۔

انہوں نے گیس سلنڈر اتار دیئے تھے کچھ دیر بعد جوزف نے کروٹ لے کر سرگوشی کی۔

”کیا خیال ہے باس۔؟“

”تم بہت اچھے غوطہ خور ثابت ہوئے ہو۔“

”اونہہ.... اسے چھوڑو.... ہم کامیاب ہوگئے ہیں نا....؟“

”ہاں.... شاید اللہ نے ہم پر رحم کیا ہے۔ کہیں سو نہ جانا....“

”یہ سونے کی رات نہیں ہے باس۔“ جوزف نے کہا اور کھی کھی کر کے ہنسنے لگا۔

”ابے۔ تو اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے؟“

”مزہ آرہا ہے باس یہ سوچ کر کہ تم مجھے چھوڑ آنے کا ارادہ رکھتے تھے۔“

”پڑا رہ چپ چاپ.... پتا نہیں کہاں آپہنچے ہیں۔ یہاں تو ہاتھ کو ہاتھ نہیں سجھائی دیتا۔“

”تھوڑی دیر بعد سجھائی دے گا باس۔ آنکھوں کو عادی تو ہونے دو۔ کچھ دیر بعد تاروں کی چھاؤں میں بہت کچھ دکھائی دے گا۔“

”سنو.... ہمیں اس جگہ سے ہٹ جانا چاہیئے۔“

”ٹھیک ہے باس۔ میں بھی یہی سوچ رہا تھا۔ یہ تو اچھا خاصا راستہ ہے ہو سکتا ہے پوشیدہ آمدورفت کا مستقل راستہ ہو۔“

عمران کے تھیلے میں ٹارچ بھی موجود تھی۔ لیکن اس نے اس کا استعمال مناسب نہ سمجھا۔ جہاں تک مسطح زمین ملی۔ سینے کے بل رینگتے چلے گئے۔ پھر چٹانوں کے ہیولے نظر آنے لگے اور زمین بھی ناہموار ہو گئی اور انہیں گھٹنوں کے بل بیٹھنا پڑا۔

اب وہ چوپایوں کی طرح ہاتھوں اور پاؤں سے چل رہے تھے۔ ایک بڑی سی چٹان کی اوٹ میں پہنچ کر عمران رک گیا۔

”فی الحال یہی ہماری منزل ہے۔“ وہ آہستہ سے بولا۔ ”گیس سلنڈر اور تھیلا پشت سے اتار دو۔“

جوزف خاموشی سے تعمیل کرتا رہا۔ پھر عمران بولا۔ ”یہ بڑا اچھا ہوا کہ اپنا بوجھ خود ہی اٹھا کر لائے ہو۔“

”میں نہیں سمجھا باس۔“

”تمہارے تھیلے میں دو گیلن پونیاری کی کچی شراب موجود ہے۔“

”بب.... باس....!“ جوزف بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ ”آسمان پر وہ اور زمین پر تم میرے باپ ہو۔ تمہارے علاوہ اور کسی نے میرا اتنا خیال نہیں رکھا۔ آسمانی باپ نے زندگی دی ہے اور تم پال رہے ہو۔“ اس نے ٹٹول کر عمران کا ہاتھ پکڑا۔ اسے والہانہ انداز میں چومنے اور آنسوؤں سے بھگونے لگا۔

رات کا ابدی سناٹا پہلے سے بھی زیادہ گہرا معلوم ہونے لگا۔